عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۲ | ۱۲ تا ۱۹؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱؍مئی ۲۰۱۳ء | شمارہ: ۲۰

پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش

مرزا قادیانی کی کذب بیانی

حضرت لاہوریؒ کے تعلیمی نظریات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

گھروں میں تصاویر رکھنے کا حکم

ابوحسان، کراچی

س:......گھر میں تصویر رکھنا، والدین کی یادگار کے طور پر یا میاں بیوی کی شادی کی تصویر یا بچوں کی تصاویر وغیرہ، اسی طرح جانوروں کے مجسمے سجاوٹ کے لئے رکھنا، کیا ان سب باتوں کی گنجائش ہے؟

ج:......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: ’’جس گھر میں تصویر اور کتا ہو تو رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے۔‘‘ اب یہ خود دیکھ لیا جائے کہ والدین کی تصویر سے یا میاں بیوی کی تصویر سجانے سے ہمیں کوئی فائدہ ہے یا رحمت کے فرشتوں کا گھر میں داخل ہونے اور ان کی ہمارے لئے دعائے خیر کرنے میں زیادہ فائدہ ہے؟ بہرحال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق گھروں میں، آفس میں یا کسی بھی جگہ تصویریں لٹکانا، خواہ کسی بھی مقصد کے پیش نظر ہو جائز نہیں۔ اسی طرح انسانوں کے یا جانوروں کے مجسمے سجاوٹ کے لئے رکھنا بھی جائز نہیں، کیونکہ اس عمل سے تصویروں اور تصویر سازی کی شناعت ختم ہوجاتی ہے اور اس کی جگہ محبت سما جاتی ہے اور خدانخواستہ ہمارا یہ عمل آگے چل کر بت پرستی اور بت سازی کی طرف نہ چلا جائے، کیونکہ شیطان مردود نے اس طرح ہی مسلمانوں کے گھروں میں بت پرستی کی ابتداً کروائی کہ پہلے پہل مسلمانوں نے اپنے بزرگوں کی تصویر بطور یادگار کے اپنے پاس رکھیں اور پھر ان کی آنے والی نسلوں نے ان کی پوجا پاٹ شروع کردی۔ تصویر یا مجسمے بنانے والوں کو قیامت کے دن سخت ترین عذاب دیا جائے گا اور ان کو بطور زجر و توبیخ کہا جائے گا کہ اب تم اپنے بنائے ہوئے ان مجسموں میں جان ڈالو۔ ظاہر ہے کہ آدمی کے بس میں کہاں ہوگا، کیونکہ یہ تو صرف خدا کی شایانِ شان ہے، لہٰذا آدمی اس وقت بہت بے بس و مجبور ہوگا اور شرمندگی کی انتہا ہوگی۔ اسی لئے تصویر بنانے، بنوانے یا ایسی چیز ڈرائنگ کرنے سے جو کہ جاندار ہو احتیاط کریں۔ اسی طرح جن ڈبوں یا چیزوں پر فوٹو ہوتا ہے، انہیں مارکر یا کسی ایسی ہی چیز سے مٹا دینا چاہئے۔ چہرہ مٹا دینے سے تصویر ختم ہوجائے گی۔

غیر مسلم کو مطالعہ کے لئے قرآن دینا

س:......غیر مسلم اگر قرآن مجید مطالعہ کے لئے مانگے تو دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا غیر مسلم کو بھی وضو کرکے قرآن مجید پڑھنا ہوگا؟

ج:......اگر غیر مسلم کے دل میں قرآن کریم کی عظمت ہو اور آپ کو اطمینان ہو کہ وہ بے ادبی نہیں کرے گا تو اس کو مطالعہ کے لئے قرآن مجید دینا جائز ہے، بہتر ہے کہ اسے کہا جائے کہ وہ وضو اور غسل کرکے پاکی کی حالت میں قرآن کریم کا مطالعہ کرے، شاید اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہدایت کا راستہ کھول دیں اور اسلام قبول کرلے۔ اگر اس کو کسی بات کے سمجھنے میں دشواری ہو تو کسی ماہر عالم سے ملوا دیا جائے، تاکہ اس کا شبہ دور ہو اور سمجھنے میں بھی آسانی ہو۔

جائیداد کی تقسیم

س:......کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا اور میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں اور میرے ایک چچا ہیں اور ایک سوتیلی والدہ ہیں۔ ان ورثاء کے درمیان مکان کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ مکان کی مالیت دس لاکھ روپے ہے۔

ج:......صورت مسؤلہ میں آپ کے والد مرحوم کی کل جائیداد کو آٹھ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، جس میں چار حصے آپ کے اور ایک آپ کی سوتیلی والدہ کا اور باقی تین حصے آپ کے چچا یعنی مرحوم کے بھائی کے ہوں گے۔ یعنی دس لاکھ روپے میں سے پانچ لاکھ روپے آپ کے اور ایک لاکھ پچیس ہزار آپ کی سوتیلی والدہ کے اور بقیہ تین لاکھ پچھتر ہزار آپ کے چچا کے ہوں گے۔

ہفت روزہ
ختم نبوت
مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۱۲تا۱۹؍رجب المرجب۱۴۳۴ھ مطابق ۲۳تا۳۱؍مئی ۲۰۱۳ء — شمارہ:۲۰

سرپرست

حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش!	۵	محمد اعجاز مصطفی
حضرت لاہوریؒ کے تعلیمی نظریات	۹	پروفیسر امجد علی شاکر
دعا کی اہمیت و برکات	۱۲	پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام
اہل علم کے لئے لائحہ عمل	۱۷	مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
مقام نبوت (۲)	۲۰	مولانا عبدالمجید لدھیانوی
مرزا قادیانی کی کذب بیانی	۲۶	پروفیسر محمد ضیاء الحق

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت اکاؤنٹ نمبر363-8اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی فون:۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس:۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون:۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

صابر و شاکر کون ہے؟ اور کون نہیں؟

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں وہ پائی جائیں، اللہ تعالیٰ اس کو صابر و شاکر لکھ دیں گے، اور جس شخص میں وہ دونوں باتیں نہ پائی جائیں، اللہ تعالیٰ اسے نہ شاکر لکھیں گے، نہ صابر۔ جو شخص کہ اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے، پس اس کی اقتدا کرے، اور اپنی دُنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے، پس اللہ تعالیٰ نے اسے جو فضیلت نیچے والے پر دی، اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے، اللہ تعالیٰ اسے صابر و شاکر لکھ دیتے ہیں، اور جو شخص اپنے دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور اپنے دُنیا کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والے کو دیکھے اور جو نعمت اس سے فوت ہوگئی ہے اس پر افسوس کرے، اللہ تعالیٰ نہ اس کو شاکر لکھتے ہیں اور نہ صابر۔''

(ترمذی ج:۲ ص:۷۷)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (دُنیا کے معاملے میں) اپنے سے نیچے والے کو دیکھو، اپنے اُوپر والے کو نہ دیکھو، کیونکہ یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تم پر جو اِنعامات ہیں تم ان کی تحقیر نہ کرو۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۷۷)

ان دونوں احادیث میں علم و معرفت کے ایک ''بابِ عظیم'' کی طرف راہ نمائی فرمائی گئی ہے، وہ یہ کہ دین کے معاملے میں تو اپنے سے فائق لوگوں کو دیکھو تاکہ تمہارے دل میں ان کی ریس کا داعیہ پیدا ہو، اور تمہارا رُخ دین میں سبقت اور نیکیوں میں ترقی کی طرف ہو۔ اس کے برعکس دُنیا کے معاملے میں اپنے سے نیچے کے لوگوں کی طرف دیکھو، تمہیں دُنیا میں خواہ کیسی ہی تنگی، مصیبت اور مشکلات کا سامنا ہو، مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہوں گے جو تم سے بڑھ کر تنگی میں مبتلا اور مصائب و آفات کا شکار ہوں گے، جب تم ان کی طرف دیکھوگے تو بے ساختہ اپنی حالت پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لاؤگے کہ مالک نے بغیر کسی استحقاق کے محض اپنے فضل و اِحسان سے مجھے ایسی نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں جن سے اس کی بہت سی مخلوق محروم ہے، اس صورت میں تمہیں صبر و شکر کا مقام حاصل ہوگا، اور تمہارا نام صابر و شاکر حضرات کی فہرست میں درج کردیا جائے گا۔

اس کے برعکس اگر دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھوگے تو اس سے دو قباحتیں جنم لیں گی، ایک تو یہ کہ تم اپنی دینی حالت پر قناعت کرکے بیٹھ جاؤگے، تمہارے دل میں ترقی اور بلندی کا ولولہ ہی پیدا نہ ہوگا، جس سے تمہاری دینی ترقی رُک جائے گی، اور کسی کی ترقی کا رُک جانا بجائے خود تنزل ہے۔ ایک دُکان دار کا سرمایہ اگر دس ہزار ہو، اور دس سال گزرنے پر بھی دس کا دس ہی رہے تو گویا اس نے اپنی زندگی کے دس سال ضائع کردیے، باوجودیکہ دس سال میں اسے خسارا نہیں ہوا، لیکن دس سال کے عرصے میں اس کے سرمائے میں ترقی نہ ہونا بھی تو خسارا ہے۔ اور اس

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

سے دُوسری قباحت یہ جنم لے گی کہ جب اپنے نیچے والوں کو دیکھوگے تو اپنے اعمال پر تم کو غرّہ ہوگا اور آدمی کا اپنے نیک اعمال پر نظر کرنا اور ان سے مغرور ہونا بجائے خود مہلک چیز ہے۔

اور اگر دُنیا کے معاملے میں اپنے سے اُوپر والوں کو دیکھوگے تو اس سے بھی دو قباحتیں جنم لیں گی، ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں تمہیں عطا فرما رکھی ہیں وہ تمہاری نظر میں نہیں جچیں گی، بلکہ اُوپر والوں کو دیکھ کر تم ان نعمتوں کی تحقیر اور ناشکری کروگے، تمہیں ان اِنعاماتِ اِلٰہیہ پر کبھی شکر کی توفیق نہیں ہوگی، اور تمہارا نام اللہ تعالیٰ کے یہاں ناشکروں کی فہرست میں لکھ دیا جائے گا۔ دُوسری قباحت یہ کہ تمہیں کبھی راحت و اطمینان کی کیفیت نصیب نہیں ہوگی، بلکہ دُوسروں کی اچھی حالت دیکھ کر ہمیشہ تمہاری رال ٹپکتی رہے گی، اگر تم زبان سے اللہ تعالیٰ کی شکایت نہ بھی کرو تب بھی دل میں تو شکایت کا مضمون ضرور پیدا ہوگا کہ: ''ہائے! فلاں چیز اللہ تعالیٰ نے فلاں کو تو دی ہے، مگر مجھے نہیں دی'' یہ بے صبری اور قلبی پریشانی کی وہ کیفیت ہے جس کی وجہ سے تمہارا نام کبھی صابرین کی فہرست میں نہیں لکھا جاسکتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو اپنی اُمت پر ماں سے زیادہ شفیق ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو ایسی تدبیر بتادی جس کے ذریعے انہیں دُنیا میں راحت و سکون بھی حاصل ہو، آخرت کے درجاتِ عالیہ بھی میسر آئیں، اور ان کا نام صابرین و شاکرین میں بھی لکھا جائے، اس شفقت و عنایت کا کیا ٹھکانا ہے...!

فَجَزَی اللّٰہُ عَنَّا سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ

محمد اعجاز مصطفیٰ

اداریہ

پاکستان کو بدنام کرنے کی سازش!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

صحافت ایک مقدس پیشہ اور فریضہ ہے۔ اگر اس کے تقدس اور حرمت کا ہر لحاظ سے پاس رکھا جائے تو اس سے ملک وقوم کی تعمیر وترقی ہوتی ہے۔ اس سے حق دار کو حق ملنے میں مدد ملتی ہے۔ اسی کے ذریعہ ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کا کام لیا جاتا ہے۔ قوموں میں انقلاب کی اُمنگ اور جذبہ حریت کی بیداری اسی سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ملک کے لٹیروں، چوروں، ڈاکوؤں اور غاصبوں کی اسی کے ذریعہ حوصلہ شکنی کی جاسکتی ہے۔

اور اگر اس کی حرمت اور تقدس کو پامال کیا جائے اور "چلو اُدھر کو ہوا ہو جدھر کی" کے مفروضوں پر عمل کرنا شروع کردیا جائے تو اس سے ملک وقوم غیر محفوظ ہو جاتی ہیں، ملک کی اساس اور بنیاد بے مقصد وبے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ پھر دھوکا باز، دجال، کذاب، عیار، غیر ملکی جاسوس، فراڈی، ملک کے لٹیرے اور باغی اپنی دھونس، دھاندلی، دغابازی اور فریب کاری سے ملک وقوم پر اپنا قبضہ اور تسلط جمانے کی سعی اور کوشش کرتے ہیں، جنہیں روکنے اور ٹوکنے والا پھر کوئی نہیں ہوتا۔ اسی لئے صحافت سے منسلک سلیم الفطرت اور مخلص حضرات میں ہمیشہ قلم کی حرمت اور تقدس کا پاس رہا ہے۔ لیکن کچھ ہی عرصہ سے اس صحافت کے میدان میں بعض ایسے افراد گھس گئے ہیں، جنہیں نہ قلم کی حرمت کا پاس ہے اور نہ ملکی آئین کی پرواہ، نہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہے اور نہ ہی اُنہیں صحیح او[illegible] میں کچھ امتیاز۔ اسی مؤخر الذکر گروہ میں سے روزنامہ ایکسپریس لاہور انگلش ایڈیشن کے ایڈیٹر صاحب بھی ہیں، جنہوں نے ۱۳ر جمادی الاخریٰ ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۴ر اپریل ۲۰۱۳ء کو ایڈیٹوریل بنام "احمدیوں کے لئے ممانعت" لکھا ہے اور قادیانی نبی اور اس کی امت کی سنت پر عمل کرتے ہوئے سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا اور فریب دینے کے لئے اپنے اس اداریہ میں کئی خلاف حقیقت باتیں اور جھوٹ تحریر کئے ہیں، اُن کا انگلش میں تحریر کردہ اصل اداریہ اور اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

" As has been the case since 1985, the country's 200,000 Ahmadis will not be casting their ballots on May 11. They remain a community without representation and voice, marginalised within a society where they have been subjected to ceaseless discrimination, denied jobs and education, ostracised, beaten and sometimes subjected to brutal terrorist attacks. The Ahmadis, many of whom have fled the country in droves, were officially declared "non-Muslim" in the 1970s, the state determining their faith.

Since then, the state has adopted increasingly vicious policies. In 1985, under the late General Ziaul Haq, a new form was introduced in which voters who declared themselves Muslim had to denounce the Ahmadi faith. As the Ahmadis refused to do so, they were placed on separate rolls as "non-Muslims" under the separate electorate system. While the joint electorate was revived in 2002, as a result of extremist protests, a separate roll was created for Ahmadis. This policy has since been retained, with the Election Commission of Pakistan using NADRA data to create a separate list for Ahmadis. A community spokesman has made it clear they will not vote as non-Muslims. The group thus remains disenfranchised,

while, as the spokesman has said, the appearance of their addresses on the NADRA list opens up new dangers for them.

The situation cannot be allowed to continue. The Ahmadis need to be mainstreamed; no organ or individual has the right to determine the faith of a citizen. Legislative measures are required to undo legal discrimination, backed by a programme to eradicate hate directed against them. The task will not be an easy one, but justice needs to be done without further delay, so the long suffering of a badly wronged community can be ended and their most basic rights — including that to vote — restored to them without further delay, so that all citizens can truly be equals in our society."

(Published in The Express Tribune, April 24th, 2013.)

''۱۹۸۵ء کے کیس کے بعد سے ملک کے دو لاکھ احمدی اپنا ووٹ استعمال نہیں کریں گے۔ یہ ایک ایسی کمیونٹی ہے کہ جس کی کوئی آواز ہے اور نہ کوئی نمائندگی۔ ان کو مسلسل امتیازی سلوک کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ ملازمتوں میں اور حصول تعلیم میں ان کو جلاوطن کیا گیا، مارا گیا اور کبھی کبھی سفاکانہ دہشت گردی کا نشانہ بنایا گیا۔

کافی احمدی ملک سے فرار ہوگئے، ان کو سرکاری طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا ۱۹۷۰ء میں اور ریاست نے ان کے عقیدے کا تعین کیا۔ اور اس وقت سے ریاست نے تیزی کے ساتھ شیطانی پالیسیوں کو اپنایا ہے۔ ۱۹۸۵ء میں مرحوم ضیاء الحق کے زمانہ میں ایک نیا فارم متعارف کرایا گیا، جس میں ووٹرز اپنے آپ کو مسلمان ڈیکلیر کرتے تھے اور یہ فارم احمدی عقیدے کی مذمت کے لئے تھا۔ چونکہ احمدیوں نے اس کو ماننے سے انکار کردیا، اس لئے ان کو الگ سے غیر مسلم رائے دہندگان کے طور پر جگہ دی گئی اور ۲۰۰۲ء میں اس کی دوبارہ تجدید کی گئی انتہاء پسندوں کے احتجاج کی وجہ سے۔ یہ پالیسی ابھی تک باقی ہے اور الیکشن کمیشن آف پاکستان نے اُسے باقی رکھا ہے اور نادرا کے ڈیٹا کو استعمال کر کے احمدیوں کی ایک الگ لسٹ تیار کی گئی ہے۔ احمدیوں کی کمیونٹی کے ترجمان نے اس کو واضح کیا ہے کہ یہ غیر مسلم کی حیثیت سے ووٹ نہیں ڈالیں گے، جبکہ ان کے ترجمان نے کہا ہے کہ نادرا کی اس لسٹ کی وجہ سے ان کے لئے مزید خطرات بڑھ جائیں گے۔

یہ صورتحال اس طرح برقرار نہیں رکھی جاسکتی۔ احمدی کمیونٹی کو مرکزی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔ کسی ادارے یا فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی شہری کے عقیدے کا تعین کرسکے۔ قانون سازی کے اقدامات کی ضرورت ہے، تاکہ اس تعصب و امتیاز کو ختم کیا جاسکے اور احمدیوں کے خلاف نفرت کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے، یہ کام اتنا آسان نہیں ہوگا، لیکن اب بغیر کسی دیر کے انصاف کی ضرورت ہے۔ لمبے عرصہ سے تکلیفیں اٹھانے والی اس مظلوم کمیونٹی پر ظلم کا اختتام ہونا چاہئے۔ اُن کے بنیادی حقوق کے ساتھ جس میں ووٹ دینا بھی شامل ہے، ان باتوں کو بحال ہونا چاہئے بغیر کسی تاخیر کے، تاکہ پاکستان کے ہر شہری کو معاشرہ میں صحیح اور برابر کا مقام حاصل ہو۔''

نہیں معلوم کہ یہ تحریر کسی قادیانی مربی کی ہے جس نے قادیانیت کا حق نمک ادا کرتے ہوئے پاکستان کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کی ہے یا ایڈیٹر کی اپنی تحریر کردہ ہے، جس نے قادیانی لب ولہجہ اپناتے ہوئے آئین پاکستان کی پرواہ کیے بغیر بڑی ڈھٹائی اور دیدہ دلیری کے ساتھ کہا ہے کہ ''ریاست نے تیزی کے ساتھ شیطانی پالیسیوں کو اپنایا ہے۔'' اور اس کے ساتھ اس کی جہالت اور لاعلمی کی انتہا یہ ہے کہ اُسے یہ بھی معلوم نہیں کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت ۱۹۷۰ء میں نہیں، بلکہ ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قرار دیا تھا۔ بہرحال اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ:

۱:... ریاست نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

۲:... ریاست نے ان کے عقیدے کا تعین کیا۔

۳:... ریاست نے تیزی کے ساتھ شیطانی پالیسیوں کو اپنایا ہے۔

۴:...قادیانی غیر مسلم ہونے کی حیثیت سے ووٹ نہیں دیں گے۔

۵:...نادرا کی اس لسٹ کی وجہ سے ان کے لئے مزید خطرات بڑھ گئے ہیں۔

۶:...قادیانیوں سے امتیازی سلوک ہو رہا ہے، ملازمتوں اور ملک سے ان کو نکالا جا رہا ہے۔

۷:...قادیانیوں کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

۸:...احمدیوں کے خلاف نفرت کو جڑ سے اکھیڑ دیا جائے۔

۹:...قانون سازی کے اقدامات کی ضرورت ہے۔

دیکھنے میں تو یہ نو نکات ہیں، لیکن درحقیقت ان سب کا مدار صرف ایک بات پر ہی ہے کہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے ان کو غیر مسلم اقلیت کیوں قرار دیا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اور مسلمانوں سے الگ گروہ صرف نیشنل اسمبلی نے قرار نہیں دیا، بلکہ اس کی بنیاد بھی قادیانیوں کے نبی مرزا غلام احمد قادیانی نے خود رکھی، اس کے بعد اس کی تعمیر اس کے بڑے بیٹے اور مرزائیوں وقادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اور اس کے بھائی مرزا بشیر احمد نے مل کر کی اور اپنی تحریروں میں انہوں نے اپنے متبعین قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ گروہ قرار دیا، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا الہام لکھا کہ:

۱:...’’جو شخص تیری پرواہ نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

(اشتہار معیار الاخبار مندرجہ تبلیغ رسالت، ج:۹، ص:۲۷)

۲:...قادیانیوں کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا:

’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا غلام احمد قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں، آپ نے فرمایا کہ یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ میاں محمود خلیفہ قادیان، مندرجہ الفضل، ۳۰؍جولائی ۱۹۳۸ء)

۳:...مرزا غلام احمد قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود نے لکھا:

’’کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ (آئینہ صداقت، ص:۳۵)

۴:...مرزا غلام احمد قادیانی کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد نے لکھا:

’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر، بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘ (کلمۃ الفصل، ص:۱۱۰)

اسی طرح قادیانیوں کو صرف پاکستان کی قومی اسمبلی نے غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا، بلکہ پاکستان بننے سے پہلے:

۱:... ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو جناب منشی محمد اکبر خاں صاحب ڈسٹرکٹ جج ضلع بہاولنگر نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۲:... ۲۵؍مارچ ۱۹۵۴ء کو میاں محمد سلیم سینئر سول جج راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

۳:... ۳؍جون ۱۹۵۵ء کو جناب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشنل جج ڈسٹرکٹ راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کو کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا۔

۴:... ۲۲؍مارچ ۱۹۶۹ء کو شیخ محمد رفیق گریجہ سول جج اور فیملی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہوں یا لاہوری غیر مسلم ہیں۔

۵:... ۱۳؍جون ۱۹۷۰ء کو سول جج سمارو بنّس آباد ضلع میرپور خاص نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

۶:... ۱۹۷۲ء میں جناب ملک احمد خاں صاحب کمشنر بہاول پور نے فیصلہ دیا کہ مرزائی مسلم امت سے بالکل الگ گروہ ہے۔

۷:... ۱۹۷۲ء میں چودھری محمد نسیم صاحب سول جج رحیم یار خان نے فیصلہ دیا کہ مسلمان آبادیوں میں قادیانیوں کو تبلیغ کرنے یا عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں۔

۸:... ۲۸؍اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔

۹:... ۱۰؍اپریل ۱۹۷۴ء کو عالم اسلام کی ایک سو آٹھ (۱۰۸) تنظیموں کے اجتماع میں قرارداد پاس کی گئی کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔

۱۰:... ۱۹؍جون ۱۹۷۴ء کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

تب جا کر ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو اکیس دن کی بحث وتمحیص اور قادیانیوں اور لاہوریوں کے اس وقت کے پیشواؤں کے مؤقف سننے کے بعد تمام اراکین اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں اور لاہوریوں کو (جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں) غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ اس کے بعد قادیانیوں نے قانون کا مذاق اُڑانے اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے اسلام کے شعائر کا کثرت سے استعمال شروع کر دیا۔ اُن کی انہیں سازشوں اور شرارتوں کی بنا پر مختلف مقامات پر جھگڑے شروع ہوگئے، تب ۲۶؍اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس جاری ہوا۔

ان حوالہ جات سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ مرزائیوں اور قادیانیوں کے پیشواؤں کے نزدیک قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، اسلام الگ مذہب ہے اور قادیانیت علیحدہ کوئی چیز ہے اور یہ کہ صرف پاکستان کی قومی اسمبلی نے ان کو کافر اور غیر مسلم قرار نہیں دیا، بلکہ اس سے پہلے مختلف عدالتوں اور پورے عالم اسلام نے ان کو کافر، غیر مسلم اور مسلمانوں سے الگ گروہ قرار دیا، وہاں یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کو نہ ماننے والے نعوذ باللہ! خدا اور رسول ﷺ کے نافرمان، جہنمی، کافر، بلکہ پکے کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں اور یہ کہ قادیانیوں کا مسلمانوں سے ہر ایک چیز میں اختلاف ہے۔

واضح رہے کہ قادیانیت ایک سیاسی تحریک اور انگریزی بیج ہے، جسے انگریز نے اپنے مقاصد کے لئے کھڑا کیا اور کاشت کیا، جب تک وہ ہندوستان پر مسلط رہا، ان سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف کام لیتا رہا، جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔‘‘ (تریاق القلوب ص:۱۵، خزائن:۱۵، ص:۱۵۵)

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی خاندانی روایات کے مطابق انگریز کی اطاعت کو فرض اور ان کی خوشنودی کی خاطر ان کے خلاف جہاد یعنی آزادئ وطن کی کوششوں کو حرام قرار دیا۔ مرزا صاحب نے انگریز کے اشارہ پر پہلے مبلغ اسلام، مجدد، مہدی، مسیح موعود، ظلی نبی، بروزی نبی، تشریعی نبی، خود محمد رسول اللہ ﷺ ہونے، بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام، حتیٰ کہ محمد مصطفی ﷺ سے بھی افضل ہونے اور خاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا۔ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر وجہنمی، بلکہ کنجریوں کی اولاد قرار دیا۔ اپنے مخالف مردوں کو خنزیر اور عورتوں کو کتیوں جیسے القابات سے نوازا۔

خلاصہ یہ کہ قادیانیت کسی دین اور مذہب کا نام نہیں، بلکہ یہ اسلام کے متوازی ایک نیا دین ہے، حضور ﷺ کی ختم نبوت کے مقابل ایک نئی نبوت ہے، قرآن کریم کے مقابل ایک نئی وحی ہے، امت مسلمہ کے مقابل ایک نئی امت ہے۔ انہوں نے مکۃ المکرمہ کے مقابل مکۃ المسیح، مدینۃ المنورہ کے مقابل مدینۃ المسیح، اسلامی حج کے مقابل ظلی حج، اسلامی خلافت کے مقابلے میں قادیانی خلافت کو متعارف کرایا۔

قادیانیوں کا کلمہ طیبہ پڑھنا یہ بھی مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے ہے، اس لئے کہ قادیانی عقیدے کے مطابق حضور ﷺ کی دو بعثتیں مقدر تھیں۔ پہلی بعثت محمد عربی ﷺ کی شکل میں ہوئی اور دوسری بعثت مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی شکل میں ہوئی، یعنی مرزا قادیانی بروزی طور پر نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ ہے اور ہر قادیانی کلمہ میں موجود لفظ ’’محمد رسول اللہ‘‘ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی کو لیتا ہے، جیسا کہ مرزا بشیر احمد قادیانی نے کلمۃ الفصل، صفحہ:۱۵۸ پر لکھا:

’’ہاں! حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے آنے سے (کلمے کے مفہوم میں) ایک فرق ضرور پیدا ہوگیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود (مرزا غلام

(باقی صفحہ ۲۳ پر)

مفسرِ قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ کے

تعلیمی نظریات

پروفیسر امجد علی شاکر

حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ ایک معروف محاورے کے مطابق اس زمین پر قدرت کا عطیہ تھے۔ آپؒ اس اہل حق کے کارواں میں میر کارواں کی حیثیت سے شامل ہوئے جو بطحا کی وادیوں سے چلا اور ہر دور میں ہر وطن میں اپنی بھرپور توانائیوں کے ساتھ چلتا رہا تا کہ حق وصداقت کا شعلہ جس میں روشنی بھی ہے اور حرکت وتوانائی بھی، بجھنے نہ پائے۔ اہل حق کے اس کارواں کا اگر جہاد مشغلۂ حیات ہے تو علم روزمرہ، عمل اس کی عبادت ہے تو تبلیغ وتلقین اس کی ریاضت۔ بہرحال یہ کاروان اہل حق زندگی کے بوقلموں شعبوں کی طرح بوقلموں خصوصیات کا حامل رہا ہے، چونکہ انسان کو خدا تعالیٰ نے علم کی بدولت اس جہان میں فضیلت بخشی ہے، اس لئے علم اس کارواں کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا ہے۔ اس لئے حضرت لاہوریؒ علم کو انسان کے لئے انتہائی ضروری خیال فرماتے تھے، آپؒ جب اسکول میں داخل ہوئے تھے تو واحد طالب علم تھے جو اپنے گاؤں سے چل کر دوسرے گاؤں میں تعلیم کے حصول کے لئے جاتے تھے، بعدازاں جب آپؒ کے والدین نے آپ کو حضرت سندھی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کردیا تو آپؒ نے حضرت سندھیؒ کے ہر حکم کے سامنے سرِ تعلیم کو جھکائے رکھا اور کبھی چوں وچرا اس سے استاد کے حکم کا وقار زخمی نہ ہونے دیا، کبھی انقباض کے داغ سے سعادت کے حسن کو ماند نہ کیا۔

حصول علم کا شوق اس قدر تھا کہ جب بچے بھی کھیل کود کو زندگی کا بہترین خیال کرتا ہے، آپ اپنے استاد کے پاس والدین سے دور بحرِ علم کی غواصی میں مصروف تھے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ استاد کے گھر سے مدتوں دو روٹیاں آتی رہیں، ایک روٹی خدا کی راہ میں دے دیتے اور ایک روٹی سے گزارہ کرتے، اگر کبھی بھوک ستاتی تو جنگلی بیروں سے شکم کی سیری کا اہتمام کرلیتے۔ آپؒ نے کبھی کسی سے سوال کرکے خودداری کے ریشم میں ٹاٹ کا پیوند نہ لگا اور نہ ہی بے صبری کی تیغ سے استغنا کی گردن کاٹی۔ آپؒ اپنے والد محترم کی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کی توصیف فرماتے، آپ خود فرماتے تھے:

”راقم الحروف ضلع گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے، میرے گاؤں سے ڈیڑھ میل کے فاصلے پر دوسرے گاؤں میں اسکول تھے، میرے والد مرحوم چونکہ علم کے قدردان تھے، اس لئے انہوں نے مجھے اسکول میں داخل کیا اور تعلیم دلائی۔ سارے گاؤں میں سوائے میرے اور کوئی اسکول نہیں جاتا تھا، میرے والد صاحب مرحوم کی بیدار مغزی اور مآل اندیشی کا یہ نتیجہ ہے کہ آج صوبائی دارالحکومت لاہور میں اللہ تعالیٰ مجھ ایسے گناہگار سے محض اپنے فضل وکرم سے اسلام کی خدمت لے رہا ہے، والحمدللہ علیٰ ذالک۔“

انگریز نے ایک ایسا نظام تعلیم رائج کیا تھا جس میں اسلام کا علم اُردو کے دانے پر سفیدی کے برابر بھی نہ تھا اور یہ نظام مسلمانوں کو عیسائی بناتا نہ سہی مسلمان بھی نہ رہنے دیتا، اس لئے علماء حق نے دین کی حفاظت کے لئے دینی مدارس قائم کئے۔ حضرت لاہوریؒ دینی تعلیمات کے ساتھ عصری اور فنی تعلیمات کو جاری رکھنے کے خواہاں تھے۔ حضرت مرحوم حضرت سندھیؒ کے ہمراہ نظارۃ المعارف میں بطور طالب علم اور پھر بطور پروفیسر پڑھاتے رہے، جہاں انگریزی اور دینی تعلیمات بیک وقت رائج تھیں۔ چنانچہ حضرتؒ نے زندگی بھر دین ودنیا کی تفریق پسند نہ فرمائی۔ آپؒ نے زندگی بھر کالجوں اور اسکولوں کے تعلیم یافتہ لوگوں کو قرآن پڑھایا، چنانچہ اس مردِ قلندر کی اس کاوش کے نتیجے میں وہ کالج جہاں دینی تعلیمات کا مذاق اڑایا جاتا تھا اور شعائرِ دین کو خندہ و استہزاء کا ہدف بنایا جاتا تھا، وہاں دین کی روشنی کے چراغ جگمگا اٹھے، آپ عصری تعلیم کی اہمیت کے پیش نظر عمر بھر انجمن حمایت اسلام کی سرپرستی فرماتے رہے، اسی لئے آپ کو بارہا انجمن کی صدارت کی پیشکش کی گئی۔ اگرچہ آپ اپنی مصروفیات کی بنا پر اس منصب پر فائز نہ ہوئے، مگر اس کی سرپرستی اور اعانت سے کبھی پہلوتہی نہ کی۔

حضرتؒ نے بارہا واشگاف الفاظ میں فرمایا:

”میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں کہ ہم عصری تعلیم کے مخالف نہیں (تقسیم سے قبل کی بات ہے) اگر ایک ہندو ڈاکٹر آئے تو مقابلہ میں مسلمان ڈاکٹر آئے، اگر ادھر سے ایک ایل ایل بی آئے تو ادھر سے بھی ایل ایل بی آئے، ادھر

سے ایم ایس سی آئے تو ادھر سے بھی ایم ایس سی آئے۔"

مگر آپ اس تعلیم کو کافی نہ سمجھتے تھے، اسے چراغ رہگزر خیال کرتے، درون خانہ کے ہنگاموں سے اس کی نامحرومی کا احساس بھی دلاتے، چنانچہ فرماتے:

"لیکن میرے بھائیو! اس دنیاوی تعلیم کو کافی نہ سمجھو اگر اللہ کی بارگاہ میں مردود نہیں مرحوم ہونا ہے تو کچھ نہ کچھ دین بھی سیکھو، تمہاری بڑی سے بڑی دنیاوی تعلیم ایل ایل بی اور ایم ایس سی کی اللہ تعالیٰ کے دربار میں کوئی پوچھ نہیں۔"

آپؒ عابد سے عالم کو بہتر خیال فرماتے، کیونکہ عابد تو صرف اپنے دل کی دنیا میں ہی روشنی کرتا ہے اور عالم کائنات کی تیرگی کی قبا چاک کرتا ہے اور جہان کے لئے خورشید جہاں تاب بنتا ہے، چنانچہ آپؒ نے فرمایا:

"ایک عالم کی مثال ایسی ہے جس طرح ملاح بہت سارے لوگوں کو کشتی میں بٹھا کر دریا کے پار لگادے اور عابد کی مثال ایسی ہے جس طرح کوئی خود تیر کے پار چلا جائے۔"

آپ ان فریب خوردہ شاہینوں کو جھنجھوڑتے اور ان کی خودی کو بیدار کرتے جو کرگسوں میں رہ کر راہ و رسم شاہ بازی بھلا بیٹھے تھے۔ آپ اس مسلم کو بیدار کرتے جو کیٹس اور شیلے سے تو واقف تھا، برٹینڈرسل اور برنارڈ سے تو آشنائی تھی مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفقاء کی تعلیمات سے بے خبر تھا، اس لئے بڑے سوز سے فرماتے:

"میرے انگریزی دان بھائیو! آپ کے نصاب تعلیم پنجاب یونیورسٹی میں انگریز نے تمہیں پرائمری سے لے کر ایم اے یا ایم بی بی ایس یا ایل ایل بی تک کلمہ طیبہ بھی نہیں پڑھایا۔ آپ میں اکثر وہ گریجویٹ ہیں جنہوں نے کالج میں تعلیم پائی اور ہوسٹل میں زندگی بسر کی، انہیں کلمہ شہادت بھی پڑھنا نہیں آتا نماز تو علیحدہ چیز ہے۔ بڑے بڑے اعلیٰ تعلیم یافتہ سے جاکر پوچھ لیجئے، اسلام کی بنیاد کلمہ شہادت نہیں آتا۔"

آپ قرآن وسنت کی تعلیم کو فرض اولین سمجھتے تھے، چنانچہ فرمایا:

"ماں باپ کا فرض ہے کہ اولاد کو قرآن مجید اور سنت رسول کا علم دلائیں، اسی لئے کہا کرتا ہوں کہ دین کی تعلیم دلانا اور دین دار بنانے کی کوشش کرنا ماں باپ کا فرض ہے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو راضی رکھنے کا سلیقہ آجائے۔"

آپؒ انگریزی تعلیم کے مخالف نہ تھے بلکہ انگریزی طریق تعلیم کے ضرور مخالف تھے، آپؒ اس انداز تربیت کے سخت خلاف تھے جو شاہینوں کو خاکبازی سکھائے اور شاہینی صفات کی جگہ خاکبازی کی تعلیم دے، جو دلوں کو منور کرنے کی بجائے تیرہ و تار کردے، جو روح و دماغ کو تقویت دینے کی بجائے ان کے قتل کا سامان کرے، خود فرمایا: "میں اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں، طریق تعلیم کا مخالف ہوں۔"

آپؒ انسان کے لئے خالی تعلیم کو ہی کافی نہ سمجھتے تھے، کیونکہ کتابیں ذہن کو ذخیرہ معلومات تو عطا کردیتی ہیں، مگر آپ علم کے اس چراغ کو روشن کرکے اس سے دل کو منور کرنا بھی ضروری سمجھتے تھے، اس لئے فرماتے:

اولیائے کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہوئے ہیں، ان کی دو قسمیں ہیں: (۱) علمائے کرام، (۲) صوفیائے عظام۔

علمائے کرام، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کتاب کا فرض ادا کرتے ہیں، وہ بھی حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشیں ہیں۔ صوفیائے عظام تزکیہ کا فرض ادا کرتے ہیں، وہ قرآن کا رنگ چڑھاتے ہیں، یہ بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشیں ہیں۔ تزکیہ نفس کے لئے اولیاء کرام کی صحبت آپؒ کے نزدیک انتہائی ضروری تھی کہ ولایت کے نور کے پاس بیٹھ کر تیرہ و تار دل بھی منور ہوجاتے ہیں۔ ان میں بھی نیکی کے پھول مہکتے، اخلاص کے غنچے چٹکتے، ایثار کی خوشبو لپکتی اور صداقت کے لالہ زار کھلتے ہیں، چنانچہ فرمایا:

"مدت مدید تک اولیائے کرام کی صحبت نصیب ہو تو روحانی امراض سے شفا ہوتی ہے۔"

آپ دین کے فری اسٹائل مفکروں اور مغرب زدہ پیشواؤں کی طرح دین کو خود ہی سمجھ لینے کو زعم

دوائے دل

حضرت ابراہیم خواصؒ فرماتے ہیں کہ دلوں کی دوا پانچ چیزیں ہیں:

اول:...... قرآن کریم کی تلاوت تدبر (معنی فہمی) کے ساتھ۔

دوم:...... باطن کا (زائد از حاجت کھانے سے) خالی ہونا۔

سوم:...... تہجد پڑھنا۔

چہارم:...... آخر شب میں تضرع وزاری کرنا۔

پنجم:...... صالحین کی صحبت۔ (الخشوع فی الصلوۃ، ابن الجوزی)

باطل سمجھتے تھے۔ آپ اس کی تعلیم اور اس کو دل میں راسخ کرنے کے لئے علماء و اولیاء کو ضروری خیال فرماتے ہیں، آپ تاریک دلوں سے صحیح روشن کی ضیاء مانگنے کے قائل نہ تھے بلکہ روشن دلوں اور روشن ضمیروں کے پاس رہ کر تنویر حاصل کرنے کے قائل تھے، فرمایا:

"کامل کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے ان کے کمالات کا عکس پڑتا ہے، کوئی فن ایسا نہیں جو ماہرین فن کے پاس ایک دو دن بیٹھنے یا کبھی کبھی اس کی ملاقات کرنے سے حاصل ہو سکے کہ درزی، بڑھئی، لوہار، معمار وغیرہ کا کوئی بھی فن ایسا ہے جو مدت مدید کی صحبت استاد کے بغیر حاصل ہوتا ہے، نہیں ہرگز نہیں۔ آپ جس عقل سے دنیا کے کاموں میں چلتے ہیں، اس عقل سے دین کے معاملے میں کیوں کام نہیں لیتے، جس کی صحبت میں اصلاح ہوتی نظر آئے اس کی صحبت میں مدت تک رہنے سے رنگ چڑھ جاتا ہے۔ دنیوی علوم وفنون میں بھی یہی ہوتا ہے کہ استاد کچھ زبان سے بیان فرما کر سمجھاتا ہے اور کچھ اپنی عقل سے، روحانی تربیت میں بھی یہی ہوتا ہے۔ کامل کبھی کچھ ارشاد فرما کر اور کبھی اپنے عمل کے ذریعے طالب کی تربیت فرماتے ہیں، اس طرح آہستہ آہستہ "من کل الا وجوہ سالم" ہوجاتا ہے، بشرطیکہ کامل کے ساتھ عقیدت ادب اور اطاعت ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں مگر جن کے اپنے اندر ایمان نہ تھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت نہ تھی، ادب اور اطاعت نہیں کرتے تھے، آپ کی صحبت بھی ان کو کچھ فائدہ نہ پہنچا سکی:

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

مگر کامل سے فیض اٹھانے کا کیا طریق ہے؟ کیا ہر شخص فیض حاصل کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب تک انسان مرد کامل کے حضور پامال نہ ہوجائے، کچھ حاصل نہ کر پائے گا اور جو کوئی ادب و اطاعت کی متاع لے کر مرد کامل کے حضور جا پہنچے گا، اس کے دل ودماغ علم کا گنجینہ اور معارف کا خزینہ بن جائیں گے۔ آپؒ نے فرمایا ہر کامل سے ہر طالب فیض نہیں اٹھا سکتا، اس کے لئے عقیدت، ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ ان کے بغیر ساری عمر ان کی صحبت میں رہ کر بھی دنیا سے محروم جانے والے ان گناہ گار آنکھوں نے دیکھے ہیں۔"

آپؒ اہل ادب اور بے ادبوں کا موازنہ یوں فرماتے:

"میں نے ان گناہ گار آنکھوں سے اپنے دونوں مربیوں کے ہاں یہی دیکھا کہ عقیدت ادب اور اطاعت کرنے والے چند دنوں میں جھولیاں بھر کر لے گئے اور جنہوں نے عقیدت، ادب اور اطاعت نہیں کی وہ ساری عمر صحبت میں رہ کر بھی محروم رہے۔ اینٹ اگر بھٹہ میں ڈالی جائے اور نہ پکے تو وہ پلی کہلاتی ہے، کہتے ہیں کہ پلی سے کچی اینٹ اچھی ہوتی ہے کہ وہ مینہ کا مقابلہ پلی سے زیادہ کرتی ہے، اس لئے اگر اللہ تعالیٰ کسی اللہ والے کے ہاں لے جائیں تو وہاں سے پک کر نکلنے کی توفیق عطا فرماویں۔ آمین۔"

آپؒ روح کی حیات کو اصل حیات خیال کرتے تھے، لہٰذا اس کی تربیت کو لازمی سمجھتے تھے، فرمایا: حقیقت میں انسان روح کا نام ہے۔ انسان اگر جسم کا نام ہوتا تو مرنے والوں کا سارا جسم پاؤں کے ناخن سے سر کے بالوں تک موجود ہوتا ہے مگر گھر والے اس کو جلد ہی قبر تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، یہ کون سی چیز گئی، معلوم ہوتا ہے کہ اندر جو روح تھی وہی انسان تھا، جو چیز انسان کی شکل میں نظر آتی تھی، انسان کی لاش تھی۔ حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ نے ارشاد فرمایا کہ حضرتؒ حصول علم کے لئے پچاس فیصد ادب اور پچاس فیصد محنت کو ضروری سمجھتے تھے اور تربیت کے لئے سو فیصد ادب کو ضروری خیال فرماتے تھے۔ وہی مولانا رومؒ والی بات ہوئی کہ:

"پیش مردے کاملے پامال شو"

☆☆......☆☆

قرآن کریم کی عظمت

قرآن کریم:... تمام آسمانی کتب کا سردار ہے۔

قرآن کریم:... کو لانے والا جبریل علیہ السلام تمام فرشتوں کا سردار ہے۔

قرآن کریم:... جس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا وہ تمام انبیاءؑ کا سردار ہے۔

قرآن کریم:... جس امت پر اترا وہ ساری امتوں کی سردار ہے۔

قرآن کریم:... جن شہروں (مکہ اور مدینہ) میں اترا وہ تمام شہروں کے سردار ہیں۔

قرآن کریم:... جس مہینے (رمضان المبارک) میں اترا وہ مہینوں کا سردار ہے۔

قرآن کریم:... جس رات (شب قدر) میں نازل ہوا وہ تمام راتوں کی سردار ہے۔

(حدیقہ حافظ صدیق، لاہور)

دعا کی اہمیت وبرکات

گزشتہ دنوں تبلیغی مرکز رائے ونڈ میں چار ماہ لگائے ہوئے تبلیغی احباب کا جوڑ ہوا اور اس میں انڈیا سے تشریف لائے ہوئے بزرگ مہمان حضرت مولانا محمد ابراہیم دیوسہ صاحب دیوبند مدظلہ نے ”برکات دعا“ کے موضوع پر اہم خطاب فرمایا، جسے ہمارے شیخ حضرت ڈاکٹر عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم خلیفہ مجاز حضرت خلیفہ غلام رسول نوراللہ مرقدہ نے ضبط وتحریر کیا، افادہ عام کی غرض سے ہدیہ قارئین ہے۔ (ادارہ)

حضرت مولانا ابراہیم دیوسہ صاحب (دیوبند)
ضبط وترتیب: پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام گنڈہ پور

میرے بزرگو، پیارے بھائیو! جو حضرات کھڑے ہیں وہ بیٹھ جائیں اور توجہ اور دھیان کے ساتھ بات سنیں:

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ذمہ داری دی ہے، ایک کام دیا ہے دین کا اور سارے وعدے اللہ تعالیٰ کے اسی کے ساتھ ہیں دنیا اور آخرت کے تمام حالات کا تعلق اندر سے ہے کہ زندگیوں میں دین آجائے اور حق ادا ہوجائے، اس کی محنت ہوجائے دین پر چلنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ وعدے پورے کریں گے اور اللہ ساتھ ہوجائے گا۔

”ان اللہ مع المتقین“ (بقرہ:۱۹۴)، ”ان اللہ مع المؤمنین“ (انفال:۱۹)

اللہ تعالیٰ ہی عبادتیں اطاعتیں اور دعائیں قبول فرماتا ہے، اللہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے کام چل رہا ہے، وسائل سے کام نہیں چلتا، یہ اللہ کی قدرت اور مدد سے چلے گا جو دین کا کام اللہ کے لئے کرے گا، اللہ کی مدد پائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وسائل، اسباب لوگوں کی تعداد کم رہی وہ کمزور تھے، مال تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیا نہیں مکہ والوں نے مال جمع کرنے کے لئے کہا، آپ نے منظور نہ کیا، بڑا مانے کو نہ مانا، اللہ کی طرف سے بات آئی پہاڑوں کو سونا بنادیں مکہ کے بڑے بڑے پہاڑ تھے جیسے چاہیں دعوت تبلیغ میں استعمال کریں بادشاہ بنادیں۔

لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اللہ تعالیٰ کا بندہ بن کر کام کروں گا بڑا بن کر نہیں بلکہ میں تو بھوک پر صبر کرکے، کھانے پر شکر کرکے کام کروں گا۔ یہ طریقہ کار تھا، چلنے کا راستہ تھا، اگر سب کے لئے انعام ہوجائے اور آسانی ہوجائے تو پھر غریب کیسے کام کرتے عہدہ والے کام کرتے باقی نہ کرتے لیکن اب کسی کے کام نہ کرنے کی وجہ باقی نہیں رہی، اپنے خلوص پر کام کرنا ہے اور اللہ کے لئے کرے گا تو اللہ ساتھ دیں گے سب کے لئے راستہ کھل گیا اور کام آسان ہوگیا ہے۔

ایک غزوہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ سے مال کی فرمائش کی، ایک زمیندار چھ سو من کھجور لے کر آیا اور ایک دوسرا آدمی ایک کلو کھجور لے آیا اس نے رات بھر محنت کی اور دو کلو کھجور مزدوری ملی، ایک کلو وہ آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ڈھیر پر ڈال دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غریب لوگ صدقہ دیتے تھے وہ کماتے تھے ان کو صدقہ کے منافع کی اہمیت معلوم تھی ہم تو انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھواتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! کون سا صدقہ افضل ہے؟ تو فرمایا کہ: جہد المقل: انڈیا میں ایک مرتبہ بیان کے بعد میں نے ایک ساتھی سے بات کی اس کو کہا کہ کچھ وقت بڑھا دو میں نے ترغیب دی اس نے کہا کہ میرے گھر میں صرف پچاسی روپے تھے وہ لے آیا ہوں لیکن ایک دوسرا ساتھی اس کے پاس پچاس ہزار ہیں اور وہ بڑی جماعت میں جاتا ہے لیکن پچاس ہزار اس کے گھر میں بھی ہیں تو اب پہلا شخص یہ جہد المقل کر رہا ہے۔

اس کام کو مال ومتاع کی زیادتی پر نہیں رکھا، اسی لئے بھوک کے ساتھ یہ کام ہوجاتا ہے، صحابہ کرامؓ کی بھوک تو برداشت کے قابل بھی نہیں ہوتی تھی، اسی لئے وہ پیٹ پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے، شروع میں احباب نے پیدل چل کر کام کیا اور اللہ تعالیٰ نے بھوک کے لئے بھی راستہ کھول دیا تھا یہ رحمت کہلاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے موقع پر مال کی فرمائش کی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک تہائی خرچ اپنے ذمہ لے لیا، پورا مجمع تیس ہزار کا تھا اور یہ کم از کم تعداد ہے تو مطلب یہ ہے کہ دس ہزار کا ذمہ لیا لمبا سفر تھا، گرمی کے دن تھے اور دوری کی مسافت تھی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام ضروریات کا انتظام کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے بوری

میں سامان بھرا اونٹوں پر لادنے کے لئے سفر میں پریشانی سے بچنے کے لئے تلی اور سوئے کا بھی انتظام کیا اس کے علاوہ ایک ہزار نقد سو ہونے کے سکے لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے، ہزار والی رقم کو گود میں یوں الٹاتے ہوئے فرمارہے تھے کہ آج کے بعد عثمان کوئی عمل نہ کرے، یہی ان کی کامیابی کے لئے کافی ہوگی، ان کو بھی بشارت اور ایک کلو والے کے لئے بھی بشارت دی یہی طریقہ رحمت کہلاتا ہے، نیت کو خاص کریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''ولکل درجات مما عملوا وما ربک بغافل عما یعملون'' (انعام:۱۲۷) اور اصل تو اللہ تعالیٰ کی مدد ہوگی فرمایا کہ: ''وما النصر الا من عند اللہ العزیز الحکیم'' (آل عمران:۱۲۶)

عام طور پر مدد کی شکل مال ہے، مال سے مدد رواج ہے اللہ تعالیٰ کی مدد مخصوص شکل میں نہیں ہوتی، ہر نبی کے لئے الگ طریقہ سے مدد فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ کے پاس مدد کی بہت شکلیں ہیں مثلاً ہوا، پانی، سمندروں میں مدد، آگ میں مدد اور سب سے زیادہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوئی ہے، آپؐ کی ذمہ داری بڑی تھی، بدر میں پانی نہیں تھا، راتوں رات بارش برس گئی، دشمنوں نے طاقت جمع کی ان کے پاس اسباب تھے، کام مکمل ہوگیا اور مدد پوری ہوگئی، اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے اور زبردست مدد کی اور حق روشن ہوگیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بہت مخالف تھے، لیکن ان کے اندر کا میلان تھا۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہوتا ہے حکمت ہو تو فوراً حالات کو اچھا کردے اور کبھی کافی محنت ہوتی ہے، لیکن نتیجہ نہیں آتا یہ اللہ کی حکمت ہے وہ خالی قدرت کا اظہار نہیں فرماتا بلکہ قدرت کو حکمت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے اور اپنے کاموں کی خوبیوں کو وہی جانتا ہے اور کام اپنی حکمت سے ہی کرتے ہیں۔

کبھی کسی آدمی کی مراد کو اللہ تعالیٰ روک لیتے ہیں، یہ اللہ کی حکمت کا تقاضا ہے، جب حکمت کا تقاضا پورا ہوجائے گا کام ہوجائے گا، لیکن شیطان انسان کو ناامید کرکے اس سے دور کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ تمہارے قرضے تو اترے نہیں، تمہارا تعلق اس کام سے ہے لوگ بھی طعنہ دیں گے تبلیغ والا ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ سے تعلق ہے تو ناامید نہیں ہوگا اور اگر تعلق نہیں ہے تو اللہ سے گمان بگڑ جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ گمان کے مطابق کام کرتا ہے، شیطان اللہ سے ناامید ہے، ابلیس کا معنیٰ ہی یہی ہے اور یہ لوگوں کو ناامیدی کے راستے پر لے جاتا ہے، ایسے وقت میں ان کو سنبھالنے والا چاہئے ہوتا ہے اور یہی کام کا آدمی ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر کام کے لئے وقت مقرر ہے، اللہ تعالیٰ کے خزانے میں کمی نہیں ہے حکمت سے روکا جارہا ہے ورنہ اگر اسی وقت کام ہوجائے تو ہوسکتا ہے، دوسرا مسئلہ پیدا ہوجائے ایک دعا کی اگر وہ چیز نہ ملی تو اس سے بڑی چیز مل جائے گی۔

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ نے قربانی دی اور بہت کام کیا، لیکن موت تک ان کے حالات نہیں بدلے، کفن ہی پورا نہ ملا۔

حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو کفن پورا نہیں ملا حالانکہ بڑے خاندان کا آدمی تھا، لیکن اپنا کام پورا کیا، ایسا کیوں ہوا؟ اس کے پیچھے کوئی حکمت ہے شاید ترقی درجات مقصود ہو، اس لئے قدرت اور حکمت دونوں پر نظر رکھو، دعا کسی کی رد نہیں ہوتی بلکہ دعا تو اوپر اٹھالی جاتی ہے سب سے زیادہ اکرام بندہ کی دعاؤں کا ہوتا ہے۔

حکمت کا تقاضا ہوتا ہے کہ اس بندے کو اس دعا کے بدلے میں کچھ اور دے دیا جائے یا اللہ تعالیٰ اس کو آخرت کے لئے رکھ دیتے ہیں تو پھر اس کو آخرت میں خوشی ہوگی اور اللہ کی حکمت اس وقت کھلے گی۔

مدرسوں میں گلستان بوستان پڑھائی جاتی ہے اس میں قصہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جارہے تھے ایک آدمی تنگ دست تھا، اس کو دیکھا کہ آدھا بدن مٹی میں چھپا رکھا ہے اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! میں بہت تنگی میں ہوں، دعا کریں، یہ ختم ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی رحیم ہوتا ہے تو دعا کردی اور کام پر روانہ ہوگئے۔

ایک عرصے کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا ادھر سے گزر ہوا، دیکھا تو ایک مجمع جمع ہے اور لوگ کسی کو دیکھ رہے ہیں پوچھا کہ کیا ہے؟ تو بتلایا گیا کہ ایک آدمی نے شراب پی ہے اس کو سزا دے رہے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر اس کی حالت اچھی ہوئی تھی، اس نے شراب پی اور اس کے بعد اس سے قتل ہوگیا اور اب اس کو لوگ سزا دے رہے تھے۔

شیخ سعدیؒ نے حاشیہ میں یہ آیت کریمہ لکھی ہے ''وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌ بَصِیْرٌ''۔ (الشوریٰ:۲۷)

اور فرمایا کہ حکمت اسی میں تھی کہ وہ تنگی میں ہی رہتا تو بعض حالات انسان کو ناگوار ہوتے ہیں، لیکن خیر اسی میں ہوتی ہے۔ قرآن کی آیت ہے:

''عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم۔'' (البقرۃ:۲۱۶)

ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ کی قدرت، حکمت اور فیصلہ پر ہوتا ہے اور اگر یہ کیفیت ہو تو گمان اچھا رہتا ہے، اسی کی تاکید ہے ایک دفعہ صحابہ کرامؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: یارسول اللہ! بھوک ہے، خوف ہے، آپؐ ہمارے لئے دعا کردیں، آپ ہمارے لئے کیوں نہیں مانگتے اور اللہ کی مدد کیوں نہیں اترواتے؟ اس سے معلوم ہوا کہ جو بات

بھی ہوا اس کو بڑوں کے سامنے جانا چاہئے اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے، تسلی کے لئے فرمایا اور وہ جواب دیا جو تربیت کا جواب تھا، اس لئے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمہ تھا ساتھیوں کے قدم جمانا اور ان کے حوصلے بلند کرنا تو ان کو تربیت سے ترقی ہوتی ہے کام آگے جاتا ہے، فرمایا: "دیکھو پہلے زمانے میں جو دین حق کو قبول کرتا اس کو آرے سے چیر دیتے تھے، دو ٹکڑے کر دیتے، لوہے کی کنگھیوں سے کھالوں کو گوشت کو چھیل دیتے تھے لیکن کام انہوں نے نہیں چھوڑا تھا۔" تو فرمایا کہ اے صحابہ کرامؓ کیا تمہارے ساتھ ایسا ہوا؟ تمہارا تو معاملہ آسان ہے اس سے ان کا بوجھ ہلکا کر دیا، اس کام کے لئے بڑی مصیبتیں لوگوں نے جھیلی ہیں اور فرمایا کہ تمہارا خوف، بھوک، بے کسی دور ہونے والی ہے، اللہ تعالیٰ کے خزانے، حکمتیں، قدرت لامحدود ہے اس لئے تعلیم دی ہے، اللہ تعالیٰ کے کام میں کوئی ناامید نہ بنے، اللہ تعالیٰ کو علم ہے اور ذرہ ذرہ کا علم جانتا ہے، حالات ترقی کے لئے آتے ہیں اور تربیت کے لئے آتے ہیں۔

مولانا یوسف دہلویؒ فرماتے تھے کہ تربیت کر کے کام کا بنادیں گے اور جو کام کا بنا اللہ تعالیٰ اس سے کام لے گا، حضرت فرماتے تھے جو نیچے سے اوپر جائے گا، اس میں خلوص ہوگا، حضرت ابوبکر صدیقؓ نیچے سے اوپر گئے، آپ نے دین قبول کیا تو آپ کو مارا گیا، اگرچہ آپ جاہلیت میں جاہ والے تھے، لیکن اسلام لانے کے بعد اتنا مارا گیا کہ آپ کی شکل بدل گئی، خاندان والے ناامید ہو گئے اور سوچنے لگے کہ یہ شام تک مر جائے گا لیکن اس کا صلہ کیا ملا کہ موت کے وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی جگہ پر کھڑا کیا اور صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ حضرت عمرؓ کو کھڑا کر دیں تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں ہے ہر ایک کے ساتھ ایسا نہیں ہوگا۔

یہ ہمارا سبق ہے۔ اس کام کے دائیں بائیں ہمیشہ ناگواریاں ہوں گی، گلاب کے پھول کے دائیں بائیں کانٹے ہوتے ہیں لیکن ہمارے لئے سبق ہے ناامید نہ بنیں اور نبی کبھی ناامید نہیں ہوتا، ابوجہل نے کہا: کیا آپ مجھ سے ناامید نہیں ہوئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ نہیں اس لئے نیت اونچی ہونی چاہئے لیکن اللہ تعالیٰ سے مانگنا ضروری ہے۔

دعا مومن کا ہتھیار ہے، حدیث میں ہے: "الدعا سلاح المؤمن" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دعاؤں کا بڑا ذخیرہ دیا ہے جو کہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں نے قبولیت کا راستہ دیکھا ہوا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کا طریقہ بتایا ہے، ہم دعوت والے ہیں، ہم دعا والے ہیں، دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے ناممکن کو ممکن بنادیا ہے اور یہ ظاہر بھی ہو گیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کام کے لئے دعاؤں کو اختیار کرتے تھے یہ دعا تجربے کے لئے نہیں ہے یہ راستہ کے لئے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سکھائی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سکھائی ہیں اور اس سے دلوں کو تسلی ہوتی ہے، صحابہ کرامؓ نے دعائیں مانگی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی لمبی لمبی دعائیں مانگی ہیں، میدان عرفات میں لمبی دعا کی، مزدلفہ میں دعا کی، ہم کو دعاؤں کے اوقات معلوم ہونے چاہئیں رات کے پچھلے پہر آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اعلان ہوتا ہے کہ ہے کوئی حاجت والا ہم اس کی حاجت کو پورا کریں، ہے کوئی روزی مانگنے والا ہم اس کو روزی عطا کریں، اسی لئے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ علیکم بقیام اللیل، اس لئے راتوں کو اٹھنے کے عادی ہوں تم سے پہلے جتنے بھی نیک بندے گزرے ہیں وہ ایسا کرتے تھے اس سے اچھا گمان پیدا ہوتا ہے اور یقین بڑھتا ہے، دعاؤں کی بڑی برکت ہے ایک دفعہ مدینہ میں بارش رک گئی تو جمعہ کے دن خطبہ کے دوران ایک آدمی آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ بارش کے لئے دعا کریں، آپؐ نے دعا مانگی تو بارش شروع ہوگئی، ہفتہ پورا جاری رہی اگلے جمعہ کو وہ شخص پھر آیا اور کہا کہ یا رسول اللہ! دیواریں گر گئی ہیں اور راستے بند ہو گئے ہیں، دعا کریں کہ بارش ختم ہو جائے تو آپؐ نے دوبارہ دعا کر دی: "اللھم حوالینا ولا علینا" تو بادل چھٹ گئے، سورج نکل آیا، راوی کہتے ہیں کہ ایسا ہو گیا جیسے کسی نے مدینہ منورہ پر تاج رکھ دیا ہو۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری جب لمبی ہوگئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو شفا عطا فرمائی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے حکومت عطا فرمائی اور پرندوں، جنات ہر چیز پر ان کو حکومت عطا فرمائی۔

حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کے لئے دعا مانگی، بوڑھا ہو گیا ہوں، سخت بڑھاپا ہے، کھال لٹک گئی ہے، بال سفید ہو گئے اور بیوی لاولد ہے لیکن دعا کی کہ اے اللہ! میں تیری رحمت سے ناامید نہیں، مجھے اولاد عطا فرما اور اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور بیٹا عطا جو ان کے کام کا وارث بھی بنایا گیا۔

دعاؤں سے بے فکر نہ ہوں، یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے، ہمارا کام دعاؤں سے ہی چلتا ہے، جب صحیح محنت ہوگی نبوت کے طریقہ پر تو انبیاء کی طرح دعا قبول ہوگی، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا امتحان ہے اللہ تعالیٰ کی طرف ہی ہر حال میں رجوع ہوگا تو پھر اللہ تعالیٰ کی قدرت، خزانے اور فیصلے ہمارے ساتھ ہوں گے اس لئے ہم نے دو کام کرنے ہیں: (۱) دعوت والا بننا ہے، (۲) دعا والا بننا ہے۔

اللہ تعالیٰ جس سے خیر کا ارادہ کرتے ہیں، اس کو پھر توفیق عطا فرماتے ہیں اس کو آہ وزاری کی توفیق ہو جاتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے روتا ہے، یہاں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارادہ ہو جائے اللہ تعالیٰ حکیم ہے: "واللہ رؤف بالعباد" اللہ تعالیٰ بندوں پر بہت مہربان ہے وہ نعمتیں دیتا ہے، اس کے گناہوں کو چھپاتا ہے، اس کو ذلیل نہیں کرتا گناہوں کے باوجود نعمتیں دیتے ہی چلے جاتے ہیں۔

نعمتوں کے ملنے پر ہمارا راستہ:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعوت میں نبی ہیں، دعاؤں میں بھی نبی ہیں، ان کی تعلیمات ہیں ایک بزرگ کا قول ہے، اللہ تعالیٰ نے نعمتیں تو سب کو دی ہیں اور سب کی حاجت پوری ہو جاتی ہے، یہ معاملہ تو ہر جاندار کے ساتھ ہے لیکن تمہارے لئے راستہ اور ہے دعا: "اللھم وما رزقتنی مما احب فاجعلہ قوۃ لی فیما تحب"... اے اللہ! وہ نعمت جو مجھے پسند ہے وہ مجھے دے چکے ہیں، اب وہ نعمت وہاں پر خرچ ہو جائے جو تجھے پسند ہے۔

یہ عبدیت کی بات ہے کہ میں وہ کام کروں گا جس سے اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہو جائے، نعمت شر کا ذریعہ نہ بنے تو اس کی خیر مانگی جائے اور شر سے پناہ مانگی جائے: اے اللہ! آنکھوں، کان، دل ہر چیز جو عطا فرمائی ہے اس کے شر سے بچا اور ہر نعمت تیرے کام میں مددگار بنے اور اگر نعمت ہٹ جائے تو اس کا پہلو بھی سمجھا یا دعا کے راستے سے بھی سمجھایا۔

استقامت ضروری ہے یہ وہ تقاضا ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام سے کیا ہے حضرت موسیٰ، حضرت ہارون علیہ السلام سے ہوا، موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے ہلاک ہونے کے لئے دعا مانگی۔ حضرت موسیٰ دعا مانگ رہے تھے اور حضرت ہارون علیہ السلام آمین کہہ رہے تھے تو جواب آیا کہ آپ اپنے کام پر قائم رہیں اور یہ طے ہو گیا کہ فرعون ہلاک ہوگا اور دعا کی خبر آنے کے بعد چالیس سال کے بعد فرعون ہلاک ہوا، اللہ تعالیٰ کے ہاں سالوں کا حساب چلتا ہے ہمارے ہاں دنوں کا۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو حالات کی جگہ بنایا ہے زندگی کے حالات بدلتے رہتے ہیں، کبھی بیمار، تندرست، غریب، امیر وغیرہ اور ان حالات میں کیا کرنا ہے:

۱:... ایک قسم کے حالات کے مطابق زندگی گزارنی ہے یہ تو کچھ بھی نہیں ہے۔

۲:... حکم کے حساب سے چلنا ہے یہ دیکھنا ہے کہ اس حالت میں حکم کیا ہے، نبیوں کے لئے تو استقامت کا حکم ہے، ہمارے لئے تو یہی ضروری ہے، فرمایا:

"فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ." (الھود:۱۱۲)

جو لوگ حکم کو سامنے رکھتے ہیں اور حالات کے مطابق چلتے ہیں وہی کامیاب ہوتے ہیں اور اگر کوئی رکاوٹ ہو تو علاج پوچھنا چاہئے جیسے ڈاکٹر اور طبیب سے رجوع کرتے ہیں، جسمانی بیماری کے لئے علم و ذکر اسی لئے نازل کیا گیا ہے حکم کبھی نہیں بدلتا، طریقے بدلتے ہیں جیسا کہ سفر اور حضر کی نماز الگ الگ ہے اسی طرح بیماری اور صحت کی نماز الگ الگ ہے تو طریقے معلوم کئے جائیں مسئلہ آسان ہو جائے گا۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو سخت بواسیر کی بیماری لگی اور لمبی بیماری ہو گئی وہ مسائل پوچھتے رہتے تھے، نمازوں کے مسائل پوچھتے رہے اور آج ان کی برکت سے وہ مسائل ہماری کتابوں کا حصہ بن گئے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کلائی ٹوٹ گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور مسئلہ پوچھا کہ اب کیا کروں تو فرمایا کہ اس پر پٹی باندھ دو اور وضو کے وقت مسح کر لیا کرو، اس لئے اپنے حالات میں طریقوں کا علم لینا چاہئے اور یہ استقامت میں آسانی کا ذریعہ بنتا ہے۔

ایک صحابیؓ نے کہا: میں نے جہاد کا ارادہ کیا اور اس میں میرا نام لکھا گیا ہے لیکن میری بیوی حج پر جاری ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیوی کے ساتھ حج کرو، حدیث مبارکہ میں آتا ہے: "انما شفاء العی السوال" پوچھ پوچھ کر، مان مان کر چلا کرو تا کہ استقامت میں ناغہ نہ ہو۔

سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں کہ بیس سال ہو گئے ہیں، اذان سے پہلے مسجد میں ہوتا ہوں اور بیس

نبوت

میں نہ عارف نہ مجدد نہ محدث نہ فقیہ — مجھ کو معلوم نہیں کیا ہے نبوت کا مقام
ہاں مگر عالم اسلام پہ رکھتا ہوں نظر — فاش ہے مجھ پہ ضمیرِ فلکِ نیلی فام
عصر حاضر کی شب تار میں دیکھی میں نے — یہ حقیقت کہ ہے روشن صفتِ ماہِ تمام
وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگِ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

کلام: علامہ اقبالؒ

سال سے کسی نمازی کی پیٹھ نہیں دیکھی، محدث تھے، استاد تھے اور زیتون کے تیل کی تجارت کرتے تھے، کبھی لوگوں پر بوجھ نہیں بنے یہ مناسب نہیں ہے کہ لوگ ہمارا بوجھ اٹھائیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: "لا اکون عیا لا علی المسلمین۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے حضور علیہ السلام سے تسبیحات فاطمی سنی ہیں، کبھی مجھ سے قضا نہیں ہوئی ہم تو اجتماعی عمل کی رٹ لگاتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ اجتماعی اور انفرادی دونوں اعمال ہونے چاہئیں یہ دین تو اعمال کا مجموعہ ہے، حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ فرماتے تھے کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے فرمایا کہ انبیاء اعمال کی ترتیب بتاتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "فسبح بسم ربک العظیم" (الحاقہ:۵۲) اس سے مراد رکوع کی تسبیح ہے اور دوسری جگہ فرمایا: "سبح اسم ربک الاعلیٰ" (اعلیٰ:۱) اس کا تعلق سجدہ کی تسبیح کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ترتیب بتائی ہے عمل کو چھوڑنا بالکل نہیں ہے۔

ترے در پر ترا بندہ بہ امید کرم آیا

کرم سے ان کے میرے سامنے ان کا حرم آیا
ہماری زندگی کا وقت وقت مغتنم آیا
کرم سے رب کعبہ کے دعا یاں رد نہیں ہوتی
نظر کے سامنے قسمت سے میری ملتزم آیا
یہاں کا ذرہ ذرہ مظہر انوار کعبہ ہے
یہ مالک کا کرم ہے اس پہ جو اس کے حرم آیا
اگرچہ پُر خطا ہے پر کہاں جائے ترا بندہ
ترے در پہ ترا بندہ بہ امید کرم آیا
زبان شکر قاصر ہے لغت میں دم نہیں اختر
مری امید سے زیادہ، نظر ان کا کرم آیا

مولانا حکیم محمد اختر مدظلہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ جب آپ جنگ میں مشغول تھے اس وقت بھی آپ نے یہ تسبیحات پڑھی ہیں تو فرمایا کہ اس وقت بھی پڑھی ہیں، حضرت علیؓ کو مسئلہ معلوم تھا کہ تسبیحات مستحب ہیں لیکن کرنے کا حکم ہے اس درجہ پر رکھ کر عمل کرتے تھے، ضروری تو نہیں سمجھنا چاہئے، اس لئے کہ غلو اچھا نہیں ہے، لیکن عمل پر دوام ہونا چاہئے۔ اسی کو استقامت کہتے ہیں کہ عمل تھوڑا ہو لیکن پابندی کے ساتھ ہو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں آپ کے لئے ایک دوا لایا ہوں جوارش تو انہوں نے جواب دیا کہ مجھے جوارش کی ضرورت نہیں ہے جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا اور یہ بچپن میں مسلمان ہوئے تھے۔ یہ استقامت ہے، یہ اسلام کی عملی صورت ہے، صحابہ کرامؓ کی ممتاز صفت اطاعت تھی، اس لئے ماحول میں دین آیا تھا، جب اطاعت کا مزاج بنتا ہے تو دین آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا وَمَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ." (النور:۵۴)

اطاعت کرو گے تو ہدایت پھیلے گی دین پھیلے گا، صحابہ کرامؓ سارے حالات میں مان مان کر چلتے تھے، ایمان اور اطاعت کا آپس میں جوڑ ہے، ایمان کی دو لائنیں ہیں: یقین، خوف۔

اطاعت کی برکت سے ایمان تیار ہوا ہے اور ایمان کی قوت، یقین، تقویٰ یعنی خدا کے خوف کی وجہ سے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی باتوں سے بچنا پڑے گا۔ برکت دو چیزوں کے مجموعہ سے آتی ہے: استقامت، اطاعت اور ان کے ساتھ ساتھ امید اور دعا کرنی پڑے گی۔

ہمارا تعلق بندوں سے اور اللہ تعالیٰ سے صحیح ہونا چاہئے اور اپنے لئے جو پسند کریں وہی دوسرے کے لئے پسند کرنا چاہئے، اسلامی معاشرے کی بنیاد احسان ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرت سے لوگ بھائی بھائی ہو گئے ان میں ہمدردی پیدا ہوئی۔

☆☆..................☆☆

موجودہ دور میں اہلِ علم کیلئے لائحہ عمل

حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

مرسلہ: مفتی محمد راشد ڈسکوی

بصائر و عبر، ج:۱، ص: ۴۹۸ تا ۵۰۴ میں حضرت مولانا سیّد محمد یوسف صاحب بنوری رحمہ اللہ کا ایک مضمون شامل ہے، جو محرم الحرام ۱۳۸۹ھ میں ماہنامہ بینات میں شائع ہوا، جس میں حضرت رحمہ اللہ نے تبلیغ اور تبلیغی جماعت کی اہمیت، افادیت اور ضرورت پر بہت ہی مفید مضمون بیان کیا، یہ مضمون بلاشبہ اس قابل ہے کہ اس کو حرزِ جان بنایا جائے اور اپنی زندگی کے شب و روز کو اس کے مطابق مرتب کیا جائے، خود ٹھوکریں کھا کر سنبھلنے کی بجائے کسی کے تجربوں سے فائدہ اٹھانا عقلمندی کی علامت ہے، حضرت رحمہ اللہ کے مضامین واقعۃً اسم بامسمّٰی (بصائر و عبر) ہوتے ہیں، جن میں نہ صرف اعلیٰ درجے کی فصاحت و بلاغت بلکہ ایک گہری نظر رکھنے والے زمانہ شناس مبصر کی بصیرت، ایک فقیہ کی فقاہت اور عالم باعمل کے علمی موتی نمایاں ہوتے تھے، آپ اہل زمانہ کی علمی و عملی میدان میں کمزوریوں کو دیکھتے تو تڑپ اُٹھتے اور ان کے سدِ باب کے لئے بے چین ہو جاتے اور اس بارے میں خود حتی المقدور کوشش کرتے ہوئے اہل دانش و عقل کو متوجہ کرتے، اور مسلسل اس بارے میں فکرمند اور بے چین رہتے تھے۔

ذیل میں حضرت مولانا رحمہ اللہ کا وہ مضمون، آیات و احادیث کی تخریج اور چند مزید گزارشات کے ساتھ پیشِ خدمت ہیں:

پہلا دھوکا:

"اب میں آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ آخرت کی ابدی زندگی کے لئے ہم کیا کر رہے ہیں؟!

شاید آپ کہیں کہ ابھی تو ہم طالب علم ہیں، ڈگری حاصل کرنے کے بعد منزل بھی متعین کرلیں گے، لیکن یہ دھوکا ہے، آخر آپ کے پاس کیا سند ہے کہ اتنی مدت ہم زندہ بھی رہیں گے؟ یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ اسّی برس کا بوڑھا رینگتا رہتا ہے اور تنومند، مضبوط نوجوان حرکت قلب بند ہونے سے ختم ہو جاتا ہے، اس قسم کے سینکڑوں عبرت آموز واقعات آپ کے سامنے ہیں۔

دوسرا دھوکا:

دوسرا دھوکا یہ ہے کہ ہم یہ خیال کرلیا کرتے ہیں کہ عالم فاضل یا گریجویٹ بننے کے بعد "کام" کریں گے، آپ طالب علمی میں بھی بہت کچھ کام کر سکتے ہیں، پروفیسر ہوں وہ بھی خوب کام کر سکتے ہیں، اگر ہم میں سے ہر شخص اپنی اپنی جگہ دین کی طرف متوجہ ہو جائے تو دنیا میں انقلاب آ جائے، اگر آپ نے طالب علمی ہی سے آخرت کی طرف توجہ کر لی تو گویا آخرت کا سامان کرلیا اور اگر مقصد صرف ڈگری اور تنخواہ ہے تو یہ وہی کافروں کی سی حیوانی زندگی ہے، جس کے بارے میں فرمایا ہے:

" وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ."

(محمد:۱۲)

ترجمہ: "اور جو لوگ کافر ہیں وہ تو (دنیا) میں ایسے ہی نفع اٹھاتے اور کھاتے ہیں جیسے چوپائے اور (آخرت میں تو) ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔"

انسانیت کا مقصد:

ہر انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کی دولت دی ہے اور نبوت و بعثت کی نعمت اس کی رہنمائی کے لئے عطا فرمائی ہے، کیا انسان کی قیمت یہی حیوانی زندگی ہے کہ کھائے اور نکالے، کھائے اور نکالے؟ انسان کو اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگری، بڑی سے بڑی تنخواہ میسر آ جائے، اچھا فرنیچر، عمدہ کار (گاڑی)، بہترین بنگلہ اور آسائش کا ہر سامان مل جائے لیکن اگر مقصد پیٹ کو بھر لینا اور سوتے رہنا اور جو کھایا اس کو نکال دینا ہی ہو تو انسان گوہ بنانے کی اچھی خاصی مشین بن گیا کہ ڈالو اور نکالو، ڈالو اور نکالو، اگر یہ مقصدِ زندگی ہو تو ذرا سوچ لیجئے، آپ نے انسان کو کہاں سے کہاں پہنچایا، اسی کے متعلق فرمایا:

"اولٰئک کالانعام بل هم اضل."

(الانعام:۱۷۹)

ترجمہ: "یہ تو جانوروں جیسے ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔"

اس لئے ان کے پاس تو عقل نہیں کہ وہ سوچیں وہ تو صرف اتنا شعور رکھتے ہیں کہ بھوک لگی تو چارہ کھا لیا اور پیاس لگی تو پانی پی لیا، مگر یہ انسان نما جانور تو عقل کے باوجود ڈوب گئے۔

طالب علمی میں آپ کیا کر سکتے ہیں؟

آپ طالب علمی اور جوانی میں وہ خدمت کر سکتے ہیں جو بڑھاپے میں نہیں کر سکتے، اسلام ایک دعوت اور پیغام ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد ہے:

"الا فلیبلغ الشاھد الغائب."

ترجمہ: "یعنی ہر موجود شخص دین کا پیغام غیر موجود لوگوں کو پہنچائے۔"

تو آپ لوگوں کے ذمے بھی ایک فرض عائد ہوتا ہے، اسلام کو پہچانے کا، آج اسلام کو خطرناک سیلابوں کا سامنا ہے، جس کا بڑا سبب مغرب کی طاغوتی طاقتیں ہیں، دراصل اہل مغرب نے "صلیبی جنگوں" سے یہ اندازہ اچھی طرح کر لیا تھا کہ ہم مسلمانوں کو قوت شمشیر اور زور بازو سے شکست نہیں دے سکتے، اس لئے انہوں نے اسلام کے خلاف ذہنی جنگ شروع کی، تاکہ مسلمانوں کو اسلام کی نعمت سے محروم کر دیا جائے، ان کی یہ کوششیں جو کئی صدی پہلے شروع کی گئی تھیں، آج اپنے شباب پر ہیں، آج ان کے پاس طاقت ہے، وسائل ہیں، بے پناہ ذرائع ہیں، آج ان کا نقشہ ٹھیک وہی ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا بیان فرمایا تھا:

﴿رَبَّنَا إِنَّكَ آتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَأَهُ زِينَةً وَأَمْوَالًا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ﴾ (یونس:۸۸)

ترجمہ: "اے پروردگار! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی، بے حد مال و دولت اور زینت و آرائش دی ہے، اے پروردگار! اس کے نتیجے میں وہ (بجائے تیرے شکر کے) تیرے بندوں کو گمراہ کر رہے ہیں، اے پروردگار! ان کے مالوں کو ملیا میٹ کر دے۔"

وہ خود یہ جانتے ہیں کہ وہ جس زندگی میں مبتلا ہیں وہ بدترین اور تباہ کن زندگی ہے، دنیا ہی میں جہنم کی زندگی میں مبتلا ہیں۔

نئی تہذیب کے دلدادے:

مجھے کراچی کے ایک دوست نے جو انگلینڈ سے آئے تھے، بتلایا کہ وہاں ایک شخص بہت بڑا مالدار تھا، اس نے اپنے والدین کو ملازم رکھ چھوڑا تھا، وہ فخر سے کہا کرتا تھا کہ جب میں دوسروں کو ملازم رکھتا ہوں تو اپنے ماں باپ کو کیوں ملازم نہ رکھوں۔ یہ ہے نئی تہذیب و تمدن، انسانیت ختم، عاطفت ختم، جانوروں میں جو شفقت پائی جاتی ہے، وہ بھی انسانوں میں مفقود ہے، وہ خود جن فواحش، منکرات اور عریانیوں میں غرق ہیں، چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کو بھی غرق کر دیں، افسوس ہے کہ ہم اسی بدترین زندگی کو اپنا کر، ان کے نقش قدم پر جا رہے ہیں۔

اسلام کے دشمنوں کے عزائم:

بہر حال اسلام کے دشمن رات دن اس فکر میں ہیں کہ کسی طرح اسلام کی برکات سے ہمیں محروم کر دیں تو جب تک ہمارے نوجوان، طالب علم، پروفیسر، تاجر، کسان غرضیکہ ہم سب مل کر اپنے دین کو بچانے کی فکر نہیں کریں گے، اس وقت تک بے دینی کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنا ممکن نہیں ہوگا، اس سیلاب کو روکنا کسی مخصوص طبقے کے بس کا کام نہیں، البتہ اتنا ہو جائے گا کہ یہ لوگ اپنے دین کو بچالیں لیکن جس عالمگیر پیمانے پر بے دینی کا سیلاب آیا ہے، جب تک اُسی پیمانے پر اسے روکنے کے لئے محنت نہیں کی جائے گی، اُس وقت تک یہ نہیں رکے گا۔

ہمارا دینی فریضہ:

میری زندگی کا موضوع مسائل حیات پر غور کرنا ہے، میں بہت تڑپ رہا ہوں، ایک چھوٹی سی درسگاہ میرے پاس ہے، دو چار سو طالب علم پاس بیٹھے رہتے ہیں لگا رہتا ہوں، لیکن جب میں سوچتا ہوں کہ میرا کام اس سے پورا ہو گیا؟ تو دل جواب دیتا ہے، قطعاً نہیں۔ میں اپنے کو دھوکا دوں گا، اگر میں یہ سمجھ لوں کہ میں نے بخاری شریف کا درس دے لیا اور میرا کام پورا ہو گیا، دین کا تقاضا ہے کہ اگر آگ لگی ہو تو اسے بجھانے کے لئے مجھے جانا چاہئے، اللہ تعالیٰ شاید مجھے نہیں چھوڑیں گے کہ دنیا میں فسق و فجور کی آگ لگی تھی، ایک جہان اس میں جل رہا تھا اور میں بخاری شریف پڑھا رہا تھا۔

ہماری منزل کیا ہے؟

میرے دوستو! میں اور آپ ایک کشتی کے مسافر ہیں، ہماری منزل آخرت ہے، اگر اس کشتی میں کوئی سوراخ کر دے تو ہم سب غرق ہوں گے، اس لئے اس کے ہاتھوں کو پکڑنا اور اس کی صحیح راہنمائی کرنا ہم سب کا فرض ہے، اس لئے میں آپ حضرات سے اس مختصر وقت میں یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے دنیا کو مقصد نہ بناؤ، اپنے منصب کو پہچانو، اپنے وقت کی قدر کرو اور حق تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کی تیاری کرو اور اسلام کا پیغام دنیا کو پہنچاؤ، اس کے لئے کسی خاص فراغت اور فرصت کی ضرورت نہیں، تم ہر جگہ رہ کر ہر حال میں اسلام کی خدمت کر سکتے ہو، اگر آپ نے ایسا کر لیا تو واللہ دنیا کی کامرانی بھی آپ کے ہاتھ ہوگی اور اگر بالفرض کامیابی نہ بھی ہوئی تو آپ کا کام تو بہر حال پورا ہو ہی گیا۔

عالمگیر فتنوں کے مقابلے کے لئے تبلیغی جماعت کا وجود:

اب میں ایک ضروری مضمون عرض کر کے (بات) ختم کرتا ہوں، ایک دفعہ مکی مسجد (تبلیغی مرکز، کراچی) جانا ہوا، میں کبھی کبھی وہاں چلا جاتا ہوں، وہاں تبلیغی حضرات نے مجھے پکڑ لیا اور کچھ بیان کرنے کی دعوت دی، میں نے سوچا کیا بیان کروں، بولنا مجھے آتا نہیں، خیر میں ان حضرات کے اصرار پر بیٹھ گیا، "الحمد للہ رب العالمین" کی آیت پڑھی، بس پھر کیا تھا، قرآن کی برکت سے سینہ

کھل گیا، عجیب وغریب مضامین ذہن میں آئے، کوئی ڈیڑھ، دو گھنٹہ بیان ہوا، تفصیل تو مجھے اب یاد نہیں آرہی، کچھ مضمون یاد ہے، وہی اس موقع پر عرض کرنا چاہتا ہوں، میں نے کہا اللہ جل ذکرہ، عالمین کا رب ہے، اس کی ربوبیت کے کرشمے ظاہر ہیں، لیکن اتنے عجیب وغریب کہ عقل حیران ہے، جسمانی ربوبیت کی تفصیل کو چھوڑتا ہوں، صرف روحانی ربوبیت کو دیکھئے کہ نبوت ختم ہوچکی ہے، علماءِ امت کی مساعی، اوّل تو ناکافی ہیں، پھر جتنی کچھ ہیں وہ بھی کامیاب نہیں اور نئی نسل کی تباہی اور گمراہی کے لئے بیسیوں فتنے موجود ہیں، تھیٹر، سینما وغیرہ وغیرہ اَخلاق کی قربان گاہ تھے ہی، اب تو بے دینی کے انتہائی غلبہ اور تسلّط کی وجہ سے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کا بھی جو حال ہے وہ آپ کو معلوم ہے، اخبارات میں روزانہ اس کی خبریں آپ پڑھتے ہیں، اس کے علاوہ وہ ممالک جو فحاشی اور بے حیائی کے مرکز ہیں، امریکہ، برطانیہ وغیرہ ان ممالک سے مواصلات اور رسل ورسائل کی آسانی کی وجہ سے فتنوں کا ایک تانتا بندھا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا مظہر، تبلیغی جماعت:

الغرض! ان حضرات کی برکت سے پوری بات ذہن میں آگئی، میں ان تبلیغی حضرات کے اخلاص کا بڑا معتقد ہوں، اب بھی بعض مخلصین کی وجہ سے بول رہا ہوں، ورنہ مجھے بیان کرنا نہیں آتا، تو دل میں یہ بات آئی کہ اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا کرشمہ یوں ظاہر ہوا ہے کہ ان عالمگیر فتنوں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کا یہ نظام جاری فرمادیا، یہ وہ نظام ہے جو عالمگیریت چاہتا ہے۔ اس میں عالم بھی کھپ جاتا ہے، اور اَن پڑھ بھی، امیر بھی اور غریب بھی، تاجر بھی اور صناع بھی، کالا بھی گورا بھی، مشرقی بھی اور مغربی بھی، اگر اس زمانے میں یہ تبلیغی نظام جاری نہ ہوتا تو گویا اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت کا کمال ظاہر نہ ہوتا۔

کیا ہمارے دینی مراکز کافی ہیں؟

ورنہ ہمارے مدارس، تعلیمی ادارے، اسکول اور کالج جتنے آدمی تیار کرتے ہیں وہ تو اس عالمگیر سیلاب کے لئے کافی نہیں تھے، یہ تبلیغ والے ایک گشت کرتے ہیں، سیلاب کے طریقے سے آتے ہیں اور دو، چار، پانچ، دس آدمیوں کی ہدایت کا سامان بن جاتے ہیں، کہیں کسی کو امریکہ سے پکڑ لاتے ہیں، کہیں لندن سے، مصر کے صدر ناصر نے پانچ ہزار مبلّغ (تبلیغ کرنے والے افراد) بھیجے اور سالانہ کروڑوں روپیہ ان پر صَرف ہوتا ہے لیکن ان سے پوچھیے کہ کتنے لوگوں کو صحیح مسلمان بنایا؟ ادھر تبلیغی نظام کی برکات آپ کے سامنے ہیں کہ ہزاروں، لاکھوں بندگانِ خدا کی ہدایت کے لئے یہ نظام ذریعہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کا جو نظام جاری فرمایا ہے، یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی روحانی ربوبیت کا ایک کرشمہ ہے، جو اللہ پاک نے اس امت کے اندر ظاہر فرمایا ہے، تاکہ اللہ کی حجت پوری ہوجائے اور کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ رہے کہ میرے پاس فرصت نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے یہ نظام ہی ایسا جاری فرمایا ہے کہ مشغول سے مشغول آدمی بھی اس میں کھپ سکتا ہے، اس نظام کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے یہ سبق دیا کہ تمہارے ذمے اس پیغام کا پہنچا دینا ہے، اگر کسی کو "لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" یاد ہے وہ بھی دوسرے بھائی کو سکھا دے، کسی کو "سبحانک اللھم" یاد ہے وہ سکھادے، کیونکہ ایسے لوگ بھی موجود ہیں جن کو یہ بھی یاد نہیں۔

روح کی غذا، تبلیغی جماعت:

تو اللہ رب العالمین کی ربوبیت کا جیسا مادی نظام ہے، ایسا ہی تبلیغی جماعت کا وجود میرے نزدیک روح کی غذا اور آخرت کی تیاری کے لئے اللہ تعالیٰ کا روحانی نظامِ ربوبیت ہے۔ یہ ایک "مختصر متن" ہے، جس کی شرح پر کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، اس لئے میں آپ حضرات سے یہی عرض کروں گا کہ آپ اس جماعت سے تعلق رکھیں، خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے، آپ دنیا کے اندر انقلاب پیدا کریں گے، فرض شناسی اور دین پر چلنے کی ہمت آپ میں پیدا ہوگی اور اس کی وہ لذت، فرحت اور مسرت آپ کو حاصل ہوگی کہ:

"لذت ایں بادہ بخدا نشناسی تانہ چشی"

(جاری ہے)

بنگلہ دیش توہین رسالت کے نئے قانون کیلئے لاکھوں افراد کا مظاہرہ، پولیس سے جھڑپیں ایک جاں بحق

مظاہرین "اللہ اکبر" کے نعرے لگاتے سڑکوں پر نکل آئے، ڈھاکہ کے داخلی وخارجی راستے بلاک، دارالحکومت کا دوسرے شہروں سے رابطہ منقطع ہوگیا، پولیس نے ربڑ کی گولیاں چلائیں، لاٹھی چارج مظاہرین کا پتھراؤ، ۳۷ افراد زخمی بھی ہوئے توہین رسالت کسی صورت برداشت نہیں کرینگے: تنظیم خلافت اسلامی

ڈھاکہ (اے ایف پی) بنگلہ دیش میں توہین رسالت کے نئے قانون کے لئے لاکھوں افراد نے مظاہرہ کیا اور دارالحکومت ڈھاکہ کے داخلی وخارجی راستوں کو بلاک کرکے عملی طور پر دارالحکومت کا دوسرے شہروں سے رابطہ منقطع کردیا۔ تفصیلات کے مطابق خلافت اسلامی "اللہ اکبر" کے نعرے لگاتے سڑکوں پر نکل آئے۔ مظاہرین نے سڑکیں بلاک کردیں۔ اس دوران مظاہرین کی پولیس سے جھڑپیں بھی ہوئیں جس میں ایک شخص ہلاک اور ۳۵ زخمی ہوگئے۔ پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کے لئے لاٹھی چارج کیا اور آنسو گیس کی شیلنگ کے ساتھ ربڑ کی گولیاں چلائیں جبکہ مشتعل مظاہرین نے خودساختہ پٹرول بم پھینکے اور پتھراؤ کیا۔ تنظیم خلافت اسلامی کے مظاہرین یک نکاتی مطالبہ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ لادین افراد کو ہرصورت پھانسی پر لٹکایا جائے۔ توہین رسالت کسی صورت برداشت نہیں کریں گے۔ اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو ملک گیر احتجاج کریں گے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۶؍مئی ۲۰۱۳ء)

مقامِ نبوت

سینٹرل مسجد برمنگھم (برطانیہ) میں ختم نبوت کانفرنس منعقدہ ۲۴؍جون ۲۰۱۲ء میں خطاب

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ضبط وترتیب: مفتی ظفر اقبال

کسی کذاب کو معصوم نہیں کہا جاسکتا:

اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو سامنے رکھتے ہوئے ہم کہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، جیسے کہ ہمارا عقیدہ بھی ہے، انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں، انبیاء علیہم السلام کے اندر کوئی نقص اور عیب نہیں ہوتا، تو یہ حق بجانب ہیں کہ آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے انبیاء علیہم السلام آئے اول سے لے کر آخر تک سارے کے سارے معصوم تھے، اگر صرف یہی پہلو سامنے رکھا جائے تو جتنے کذابین بعد میں پیدا ہوئے ہیں کسی ایک شخص کی زبان پر یہ بات نہیں آسکتی اور وہ چیلنج کر کے نہیں کہہ سکتا کہ میری زندگی کے اندر کوئی نقص ہے تو بتاؤ، میری زندگی میں کوئی عیب ہے تو بتاؤ، جس نے بھی اس قسم کا دعویٰ کیا اس کے اندر ہزاروں عیب لوگوں نے نکال کر رکھ دیئے، کسی طرح سے بھی اس کو برداشت نہیں کیا۔

جیسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ میرے بعد کذاب آئیں گے تو واقعتاً وہ اپنے قول وفعل کے لحاظ سے کذاب اور دجال ہی ہیں، اگر صرف یہ بات لے لی جائے اور اس کی زندگی کے ساتھ جن کو والہانہ عقیدت ہے جو لوگوں کے ایمان خراب کرنے پر لگے ہوئے ہیں، جنہوں نے ان کو اپنا پیشوا بنایا کہ اگر اس کی زندگی کا صرف یہ پہلو لے لیا جائے کہ تم بھی ایک دفعہ کہو، اس شخص کی زندگی کو دیکھو کہ تم نے اس کو صادق پایا ہے یا کاذب؟ تو ہمارے مولانا اللہ وسایا صاحب ساری دنیا کے سامنے ثابت کردیں گے کہ اس جیسا جھوٹا، اس جیسا کمینہ، اس جیسا بدمعاش شاید ہی کہیں پیدا ہوا ہو جس شخص کو یہ اپنا نبی بنائے بیٹھے ہیں۔

قادیانیو! جس کو نبی کہتے ہو، اس کو شریف انسان تو ثابت کرو؟:

ہمارے مولانا اللہ وسایا صاحب اس کی سوانح بڑے اچھے طریقے سے بیان کیا کرتے ہیں، اسی پہلو پر ساری کی ساری بات ہے کہ نبوت جاری ہے یا جاری نہیں ہے؟، ضرورت نبوت ہے یا نہیں؟، ان بحثوں میں جانے کی ضرورت ہی نہیں، تم جس کی بات کرتے ہو اس کی سیرت ہمارے سامنے رکھو، اس کی زندگی کے اوپر ہمارے سامنے تبصرہ کرو، مجھے یاد ہے کہ سید عطاء اللہ بخاریؒ کی بات میں نے پڑھی ہے، ان سے کسی نے پوچھا کہ شاہ صاحب! نبی بننے کے لئے کیسی صفات ہونی چاہئیں؟ نبی میں کیسی صفتیں ہونی چاہئیں؟ تو آپؒ نے فرمایا کہ وہ تو اللہ ہی جانتا ہے: ”اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ“ کہ اللہ کس کو سمجھتا ہے کہ نبی بننے کے قابل ہے کس کو سمجھتا ہے کہ رسول بننے کے قابل ہے وہ تو اللہ جانتا ہے۔ لیکن ہم ایک چھوٹی سی بات جانتے ہیں کہ کم از کم وہ شریف انسان تو ہو اور تو جتنی صلاحیتیں ہیں وہ تو اللہ جانتا ہے کہ کس صلاحیت کی بنا پر اللہ اس کو رسول بناتے ہیں، لیکن ہم تو اتنی موٹی بات جانتے ہیں کہ کم از کم وہ شریف انسان تو ہو، جس کو صرف شریف انسان بھی نہ ثابت کیا جاسکے اس کو اپنا پیشوا بنانا، آپ جانتے ہیں کہ یہ سوائے حماقت کے اور سوائے جہالت کے کوئی بات نہیں، اس لئے مجھے تو ضرورت نہیں کہ میں اس کا تعارف کراؤں کہ مرزا کیا تھا؟ اس کا بچپن کیسے گزرا؟ یہ بحث ہمارے دوست اور ہم سب آپ کے سامنے کر بھی چکے، اللہ ان کو استقامت دے، بالکل ایک ایک پہلو نمایاں کرتے ہیں، کچھ بھی چھوڑتے نہیں۔

اب تو قادیانیوں کو اسمبلی اور عدالت بھی کافر قرار دے چکی:

میں نے اس وقت جو آپ حضرات کے سامنے عرض کرنا ہے وہ یہ ہے کہ آج مرزائیت دلیل کے پیے پر نہیں چل رہی، آج دلائل کا دور نہیں ہے، دلائل میں وہ ہر میدان میں شکست کھا چکے ہیں، اس لئے انہوں نے مناظروں سے ہٹ کر اب جو طریقہ اختیار کیا ہوا ہے وہ ہے مادی وسائل کا، لوگوں کو ملازمتوں کی طمع دلاتے ہیں، لوگوں کو غیر ملک کی طمع دلاتے ہیں، دلائل کا جو دور تھا وہ ختم ہوگیا صرف یہ نہیں کہ مدارس نے ان کو کافر قرار دیا، مساجد کے منبر ومحراب نے ان کو کافر قرار دیا، صرف یہ نہیں بلکہ روئے زمین پر کسی عدالت نے بھی ان کو مسلمان قرار نہیں دیا، بلکہ ہر عدالت نے کہا کہ یہ مسلمان قوم نہیں ہے، یہ مسلمانوں سے علیحدہ ہیں، پاکستان کی عدالتوں نے غیر پاکستان کی عدالتوں نے فیصلہ دیا، پاکستان کی مضبوط اسمبلی نے یہ فیصلہ دیا، اب یہ فیصلہ صرف کسی مولوی کا نہیں ہے، صرف دارالافتاء کا نہیں

ہے، صرف مسجد کا نہیں ہے، صرف مدرسے کا نہیں ہے، بلکہ اب تو پوری اسمبلی کا فیصلہ ہے اب اگر وہ عدالتوں کا فیصلہ ماننے سے انکار کریں تو توہین عدالت ان پر لازماً لاگو ہونی چاہئے، توہین عدالت کے یہ مرتکب ہیں جو کہ نمایاں ہے۔

قادیانیوں کے گمراہ کرنے کے حربے:

لیکن جو رنگ اختیار کیا ہے انہوں نے کہ اپنے آپ کو مانتے نہیں کہ یہ کافر ہیں، اپنے آپ کو کافر ماننے کے لئے تیار نہیں، وہ مختلف انداز میں ہمارے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں: چاہے ویزے دلا کر، چاہے نوکریاں دلا کر، چاہے چھوکریاں دلا کر۔ اس طرح سے یہ بے چارے نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں، ان کے تحفظ کے لئے بہت زیادہ ضروری ہے کہ ایمان کی قدر و قیمت نوجوانوں کے سامنے واضح کی جائے کہ ایمان کتنی قیمتی چیز ہے اور اس قسم کے کذابوں کے پیچھے لگ کر بدمعاشوں کے پیچھے لگ کر تم اپنا ایمان ضائع نہ کر بیٹھنا ایمان کی قدر و قیمت سمجھانے کی ضرورت ہے۔

ایمان کی قیمت:

اس لئے ایمان کی قدر و قیمت نمایاں کرنے کے لئے میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے کفر کیا اور توبہ نہیں کی بلکہ کفر پر ہی مرگئے: "ان الذین کفروا وماتوا وھم کفار" کافر ہونے کی حالت میں ہی مر گئے، کفر کیا اور کفر کی حالت میں ان کو موت آ گئی، اگر ان میں سے کوئی زمین کا بھراؤ سونا اپنی جان چھڑانے کے لئے دینا چاہے یعنی اس کے پاس موجود ہو زمین کا بھراؤ، زمین بھری ہوئی، اس کا آپ ذرا تصور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر بہت بڑے بڑے پہاڑ بنائے، بہت اونچے اونچے بہت کثرت کے ساتھ لیکن ایسے لگتا ہے جیسے تھوڑی سی جگہ پر لگائے ہوئے ہیں، زمین ساری کی ساری خالی پڑی ہے، ان کے ساتھ زمین بھری ہوئی نہیں ہے، بھرنے کا مطلب یہ ہے کہ زمین سے ڈھیر لگانا شروع کرو، آسمانوں تک ساری فضا بھر جائے، اتنا کسی کے پاس سونا ہو اور وہ سونا دے کر اپنی جان چھڑانا چاہے: "فلن یقبل منھم" تو وہ ان سے قبول نہیں کیا جائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کے لئے کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

عقیدہ معاد پر بھی ایمان توحید و رسالت کی طرح ضروری ہے:

جس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے عقیدے کے مطابق توحید کا عقیدہ ضروری ہے، ہمارے عقیدے کے مطابق رسالت کا عقیدہ ضروری ہے، اسی طرح سے ہمارے عقیدے کے مطابق مرنے کے بعد زندہ ہونا جس کو آخرت سے تعبیر کرتے ہیں جس کو بعث بعد الموت سے تعبیر کرتے ہیں، یہ عقیدہ ویسے ہی ضروری ہے جیسے توحید و رسالت کا عقیدہ ضروری ہے، مومن اس کے بغیر مومن بن نہیں سکتا، یہ لازمی بات ہے کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہے، اٹھنے کے بعد زندگی کا حساب دینا ہے اور اس کے بعد جنت یا دوزخ کا فیصلہ ہوگا، یہ ایک دائمی زندگی ہوگی، یہ ہمارے ایمان کا تیسرا رکن ہے اور اہم رکن ہے، ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں نے جس طرح توحید کی تعلیم دی، اسی طرح سب سے نے بعث بعد الموت کی تعلیم دی، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے، یہ کسی ایک نبی کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ آخرت ہوگی اور ہمارے اعمال کا فیصلہ ہوگا۔

ایمان کی قیمت کا پتہ آخرت میں چلے گا:

آخرت کے عقیدے کے بعد صرف بات یہ ہے کہ وہاں چھٹکارا جو ہوگا تو ایمان کے ساتھ ہوگا، اگر سونے کے پہاڑ اور سونا بھری زمین دے کر بھی جان چھڑانا چاہے تو نہیں چھڑا سکتا، سونا دے کر نہیں چھڑا سکے گا، کوئی کسی کی سفارش سے اپنے آپ کو نہیں چھڑا سکے گا، اگر بیٹا نبی ہے اور باپ ایمان کی نعمت سے محروم ہے تو نبی کا باپ ہونا بھی آخرت میں کام نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمارے سامنے یہ بات واضح کردی، اگر باپ نبی ہے اور بیٹا ایمان سے محروم ہے تو نبی کا بیٹا ہونا آخرت میں کام نہیں

قادیانی! مسلمانوں سے الگ قوم ہیں

ہم نے حکومت برطانیہ سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ ایسی اقلیت جو خود کو مسلمان کہلا کر مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکہ ڈال رہی ہے، اس کو مسلمانوں کا استحصال کرنے سے روکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ برطانیہ میں آباد پاکستانیوں کو بھی کونسلوں کی سطح پر قادیانیوں کی حرکات پر نظر رکھنی چاہئے کیونکہ ہمیں پتہ چلا ہے کہ قادیانی مسلمانوں کا نام استعمال کر کے سوشل ویلفیئر سوسائٹیاں بناتے ہیں اور کونسلوں سے وہ گرانٹ حاصل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے کوٹے میں آتی ہے۔ میرے نزدیک برطانیہ میں پاکستانی ہائی کمیشن بھی اس سلسلے میں مدد کر سکتا ہے اور قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مسجدیں قرار دینے سے روکنے کے لئے کردار ادا کر سکتا ہے، کیونکہ قادیانی، مسلمانوں سے الگ قوم ہیں، انہیں زبردستی مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کی سازشوں کو بے نقاب کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب قادیانی یہاں پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ پاکستان میں ان پر مظالم ہو رہے ہیں، پاکستانی سفارت خانے کو اس کا توڑ کرنا چاہئے اور اعداد و شمار پیش کر کے برطانوی پریس کو حقائق سے آگاہ کرنا چاہئے۔ اب آپ دیکھیں کہ "سرے" کے علاقے میں ٹیل فورڈ میں قادیانیوں نے ایک چھوٹی سی جگہ کو اسلام آباد کا نام دے رکھا ہے، یہ آئین کی خلاف ورزی کے مترادف ہے، پاکستان ایک مسلم ملک ہے، ہمارا مقصد اسلامی اقدار کا تحفظ ہونا چاہئے اور بین الاقوامی سطح پر مسلمانوں کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو بے نقاب کر دینا چاہئے۔

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

آئے گا، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمارے سامنے یہ بات واضح کردی ہے۔

اگر کوئی نبی ہے اس کی بیوی کافرہ ہے تو کافر بیوی کو نبی کی بیوی بننا کام نہیں آئے گا، خاوند ہونا نبی کا کام نہیں آئے گا، اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ سنا کر ہمارے سامنے یہ بات واضح کردی، اگر نبی کا چچا ہے اور ایمان سے محروم ہے تو چچا ہونا رشتہ دار ہونا، اس کے کچھ کام نہیں آئے گا، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعات بیان کرکے خود اپنے رشتہ داروں کو یہ بات سمجھائی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ وہاں ہر شخص کا اپنا ایمان کام آئے گا کسی دوسرے کا نہیں تو اگر ایمان ضائع کر بیٹھے تو وہاں پر چھوٹنے کی کوئی صورت نہیں ہے، یہاں نہ باپ کا ایمان بیٹے کے کام نہ بیٹے کا ایمان باپ کے کام، نہ بھائی کا ایمان بھائی کے کام آئے گا، نہ شوہر کا بیوی کے کام، نہ بیوی کا شوہر کے کام آئے گا، فرعون کی بیوی مومنہ ہے تو فرعون کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، لوط علیہ السلام کی بیوی کافرہ ہے تو نبی کی بیوی ہونے کا آخرت میں اس کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا، اس طرح سے ایمان کی قدر و قیمت کو اجاگر کیا ہے، ایمان کی قیمت انسان کو اس وقت معلوم ہوتی ہے جس وقت انسان کا آخرت کا عقیدہ بھی ٹھیک ہو۔

اس وقت ایمان کی قدر و قیمت اجاگر کرنے کی ضرورت ہے:

تو عام مجلسوں میں گفتگو کرتے وقت جہاں آپ دوسری باتوں کا تذکرہ کریں یہ بات اچھی طرح سے واضح طور پر بیان کریں کہ ہم توحید کے قائل ہیں، ہم رسالت کے قائل ہیں، ہم بعث بعد الموت کے قائل ہیں اور بعث بعد الموت کی جو بات ہوگی، اس میں کام آنے والی چیز صرف ایمان ہے تو آج چند پیسوں کی خاطر آج چند ٹکوں کی خاطر چند ٹکوں کے لئے نوکری حاصل کرنے کے لئے یا دنیا کا کوئی اور فائدہ حاصل کرنے کے لئے اپنے ایمان کو ضائع نہ کرو، اس نقطہ کو نوجوانوں کے سامنے اچھی طرح سے واضح کرنا چاہئے۔ اگر ایمان کی قدر و قیمت ان کے دل میں آئے گی تو پھر انشاء اللہ کسی قسم کی گمراہی میں پھنس نہیں سکیں گے ورنہ ان کا کفر اور ان کے متقدین کا ذلیل انسان ہونا یہ تقریروں کے اندر اتنا واضح ہوگیا جس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اس پہلو کو سامنے رکھا جائے، اس کے بعد ایمان کی قدر و قیمت واضح کی جائے تو انشاء اللہ العزیز یہ پہلو ایمان کی حفاظت کا ایک ذریعہ بن جائے گا اور لوگوں کے دلوں میں ایمان کی قدر آئے گی، یہ بتایا گیا ہے کہ زندگی چاہے لمبی سے لمبی ہو آخر کتنی ہے؟ اس زندگی کی راحت کو انسان سامنے رکھے اور آخرت کی راحت اور سکون کو انسان سامنے نہ رکھے تو یہ بہت خسارے کی بات ہے۔

قادیانیت سے زیادہ خطرناک فتنہ اور کوئی نہیں:

اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی، اس بات کو سمجھنے کی کہ یہ دجال یہ کوئی ایک فتنہ نہیں ہے، فتنے ہزاروں ہیں، لیکن سب سے زیادہ خطرناک فتنہ جو قوم میں نکلا ہے وہ قادیانیت کا فتنہ ہے، کیونکہ یہ مسلمان بن کر دوسرے مسلمانوں کو خراب کرتے ہیں ورنہ آپ جانتے ہیں کہ کوئی یہودی ر یہودی ہوکر، کوئی عیسائی رعیسائی ہوکر، کوئی سکھ رسکھ ہوکر، کوئی ہندو رہندو ہوکر عام طور پر مسلمانوں کو گمراہ نہیں کرسکتا، جب یہ دھوکا دیتے ہیں تو مسلمان بن کر اندر گھس کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں، اس لئے ان جیسوں کو پہچاننا اور ان سے خبردار کرکے رکھنا یہ ہم سب کا فرض ہے، جس کے لئے یہ ساری کی ساری کوششیں کی جاتی ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس فتنے سے بھی محفوظ رکھے اور بھی ارد گرد فتنے ہیں ایمان کو خراب کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی ان فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ ☆☆☆

مسیلمہ پنجاب کا فتنہ مسیلمہ کذاب کے فتنہ سے زیادہ سنگین ہے

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

ٹوبہ...عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے ۱۹ر اپریل کو خطبہ جمعہ مرکزی مسجد تلاب بازار ٹوبہ میں دیتے ہوئے کہا کہ مرزائیت، گوہر شاہیت مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں زیادہ خطرناک ہیں وہ دور خیر القرون کا تھا، مدعی نبوت کے خلاف حضرات صحابہؓ کی جماعت نے اپنی جانوں کی قربانی دیتے ہوئے، امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایمانوں اور نظریات کی حفاظت کی، یہ فحاشی وعریانی اور گمراہی کا دور ہے، اس گئے گزرے دور میں ناموس رسالت وعقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ تمام مسالک کی متفقہ جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، صحابہ کرامؓ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے امت مسلمہ کے ایمان کی سلامتی کے لئے دن رات ہر جگہ، ہر مسجد و مدرسہ، اسکول وکالج، یونیورسٹی اور ہر گھر اپنا پیغام پہنچا رہی ہے۔ علاوہ ازیں جامع مسجد بلال غلہ منڈی میں مولانا شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت عظمت صحابہؓ واہل بیتؓ اور اتحاد امت، مدعیان نبوت ومہدویت، منکرین حیات ونزول عیسیٰ کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دن رات سعی و محنت کررہی ہے۔ ضلعی مبلغ مولانا محمد ضیب نے قاسمیہ مسجد فیض کالونی میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جھوٹا مدعی نبوت مدعی الوہیت سے زیادہ خطرناک ہے، اس لئے سیدنا صدیق اکبرؓ نے یہود و نصاریٰ سے مقابلہ کی بجائے مسیلمہ کذاب سے مقابلہ کرنے کو مقدم رکھا۔ ان تمام پروگراموں کی سرپرستی قاضی فیض احمد، مولانا محمد عبداللہ لدھیانوی، مولانا ریحان احمد عباسی، مفتی محمد قاسم اور مولانا سعد اللہ لدھیانوی نے کی۔

بقیہ: اداریہ

احمد قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں صرف آپؐ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء شامل تھے، مگر مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بعثت کے بعد ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی، لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا إله إلا الله محمد رسول الله'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا، بلکہ اور بھی زیادہ شان سے چمکنے لگ جاتا ہے (کیونکہ زیادہ شان والا نبی مرزا غلام احمد قادیانی اس کے مفہوم میں داخل ہوگیا، ہاں! مرزا کے بغیر یہ کلمہ مہمل، بے کار اور باطل رہا، اسی وجہ سے مرزا کے بغیر اس کلمے کو پڑھنے والے کافر، بلکہ پکے کافر ٹھہرے...... ناقل) غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے، صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی آمد نے ''محمد رسول اللہ'' کے مفہوم میں ایک رسول کی زیادتی کردی ہے۔''

(کلمۃ الفصل، ص:۱۵۸، مؤلفہ: مرزا بشیر احمد قادیانی)

اسی لئے علامہ اقبال رحمہ اللہ جیسے مفکر اور جہاں دیدہ آدمی نے مسلمانوں کو قادیانیت سے ہوشیار اور خبردار کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی استعجاب کیا کہ جب قادیانی، مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟ علامہ فرماتے ہیں:

''ہمیں قادیانیوں کی حکمت عملی اور دنیائے اسلام سے متعلق ان کے رویہ کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) نے ملت اسلامیہ کو سڑے ہوئے دودھ سے تشبیہ دی تھی، ان لوگوں کو (مسلمانوں کو) ان کی ایسی حالت کے ساتھ اپنی جماعت کے ساتھ ملانا یا ان سے تعلق رکھنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ عمدہ اور تازہ دودھ میں بگڑا ہوا دودھ ڈال دیں جو سڑ گیا ہے اور اس میں کیڑے پڑے ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری جماعت کو تازہ دودھ سے اور اپنے مقلدین کو ملتِ اسلامیہ سے میل جول رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار، اپنی جماعت کا نیا نام (احمدی)، مسلمانوں کے صیام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ دنیائے اسلام کافر ہے، یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں دور ہیں، جتنے سکھ ہندوؤں سے، کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں، اگرچہ وہ ہندو مندروں میں پوجا نہیں کرتے، اس امر کو سمجھنے کے لئے کسی خاص ذہانت یا غور و فکر کی ضرورت نہیں ہے کہ جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی اختیار کرتے ہیں، پھر وہ سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل رہنے کے لئے کیوں مضطرب ہیں؟'' (حرف اقبال، ص:۱۳۸، ۱۳۷)

اسی طرح علامہ اقبال رحمہ اللہ دوسری جگہ مسلم اور غیر مسلم میں وجہ امتیاز کو بیان کرتے ہوئے قادیانیوں کی تاویلوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو، تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں، جیسا کہ ''حرف اقبال'' کے صفحہ:۱۳۶، ۱۳۷ پر ہے کہ:

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے، جس کے حدود مقرر ہیں، یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء علیہم السلام پر ایمان اور رسول کریم ﷺ کی ختم رسالت پر ایمان۔ دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملتِ اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں؟ مثلاً برہمو خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں، لیکن انہیں ملتِ اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا، ایران میں بہائیوں نے ختم نبوت کے اصول کو صریحاً جھٹلایا، لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی تسلیم کیا کہ وہ الگ جماعت ہیں اور مسلمانوں میں شامل نہیں ہیں۔ میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں: یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو اس کے پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقۂ اسلام میں ہو، تا کہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں۔''

۱:... ان دلائل کو ملاحظہ کرلینے کے بعد اب یہ ایڈیٹر صاحب خود فیصلہ کریں کہ قادیانی غیر مسلم اور الگ گروہ ہے کہ نہیں؟

۲:... یہ کہ پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر وہی کچھ کیا جو قادیانی چاہتے تھے یا کچھ اور؟

۳:... جب قومی اسمبلی نے ان کی چاہت کے مطابق فیصلہ کیا تو پھر دنیا بھر میں شور مچانے اور واویلا کرنے کی کیا ضرورت؟

۴:... یہ کہ ۱۹۴۷ء میں تقسیم کے وقت پنجاب کی تقسیم کا یہ فارمولا طے ہوا کہ جس ضلع میں ۵۱ فیصد سے زائد آبادی مسلمانوں کی ہوگی تو وہ ضلع پاکستان میں شامل ہوگا

اور جس میں غیر مسلم آبادی اکیاون فیصد سے زائد ہوگی وہ ہندوستان کا حصہ بنے گا۔ ضلع گورداسپور میں مسلم اکثریت تھی اور یہ ابتدا میں پاکستان کے نقشے میں تھا۔ قادیانیوں نے اس کمیشن کو درخواست دی کہ ہمیں مسلمانوں سے الگ شمار کیا جائے، اس کمیشن نے عذر بھی کیا کہ ہمارے پاس دو ہی خانے ہیں: ایک مسلم اور ایک غیر مسلم، تیسرا خانہ نہیں۔ بہر حال ان کی درخواست قبول کی گئی اور سازش کے تحت اس ضلع گورداسپور کی مسلم آبادی کم دکھائی گئی اور اس طرح یہ ضلع ہندوستان میں چلا گیا۔

۵:...اسی طرح قادیانیوں کے راہنما سر ظفر اللہ خان جو اس وقت وزیر خارجہ تھے، قائداعظم کے جنازہ میں یہ کہتے ہوئے شرکت نہ کی کہ مجھے مسلمانوں کے ملک میں کافر وزیر سمجھا جائے یا کافروں کے ملک میں ایک مسلمان وزیر۔ تو یہ واقعات بھی اس پر شاہد ہیں کہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ گروہ سمجھتے ہیں۔

اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے اس فیصلے سے پہلے ان کی حیثیت شرعی طور پر محارب کفار کی تھی، پاکستان کی قومی اسمبلی نے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کو ذمیوں کی صف میں شمار کر کے ان کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے۔

اب یہ پاکستان کے آئین کو مانتے ہیں تو ان کے وہی حقوق ہوں گے جو دوسری اقلیتوں کے ہیں اور اگر یہ آئین پاکستان کو نہیں مانتے تو ان کی حیثیت پھر ملک کے باغی کی ہوگی اور ہر مہذب ملک میں باغیوں کے کوئی حقوق نہیں ہوا کرتے، بلکہ انہیں بغاوت کی سزا دی جاتی ہے۔

اب یہ قادیانی 'بقول ایڈیٹر صاحب موصوف کے ۱۹۸۵ سے اس آئین کو نہ مانتے ہوئے ووٹ دینے سے بائیکاٹ کیے ہوئے ہیں تو یہ باغی ہوئے۔ اس صورت میں کیا پھر انہیں پاکستان میں رہنے کا کوئی حق ہے؟ کیا اس ملک کے اعلیٰ عہدوں پر رہنے کا کوئی جواز ہے؟ لیکن اس کے باوجود یہ پاکستان میں رہتے ہیں، اعلیٰ عہدوں پر انہیں ملازمتیں حاصل ہیں، اور مسلمانوں کی اکثریت کے حقوق سلب کیے ہوئے ہیں۔

آپ کا یہ کہنا کہ قادیانیوں سے امتیازی سلوک کیا جاتا ہے، ملازمتوں اور ملک سے ان کو نکالا جا رہا ہے۔ یہ باتیں محض ہوا میں تیر چلانے اور پاکستان کو بدنام کرنے کے مترادف ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو آپ اپنے اس دعویٰ کی صداقت کے لئے کوئی ٹھوس شواہد پیش کرتے۔ حالانکہ اس کے برعکس ہوتا یہ ہے کہ قادیانی یورپ وغیرہ میں نیشنلٹی کے حصول کے لئے پاکستان میں جھوٹی ایف آئی آر کٹوا کر ایک تو پاکستان کو بدنام کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اس جھوٹی ایف آئی آر کو لے کر مغربی ممالک میں سیاسی پناہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس پر ایک نہیں، کئی واقعات پیش کیے جاسکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں کے لئے نادرا کی ان علیحدہ لسٹوں سے ان کو خطرہ محسوس ہونے لگا ہے کہ اگر ہم نے نادرا کی ان ووٹر لسٹوں کو مان لیا تو اس سے ہمارے ان جھوٹے دعووں کی نفی ہو جائے گی اور ان کی اصلیت کھل کر سامنے آ جائے گی، جو ہم اپنے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً قادیانیت قبول کرنے والوں کی تعداد بڑھا چڑھا کر پیش کرتے رہتے ہیں۔

رہی قادیانیوں کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت تو کوئی مسلمان اس کا مخالف نہیں، جی بسم اللہ! ہاں اس کی صورت یہ ہے کہ یہ قادیانی اخلاص نیت اور سچے دل سے قادیانیت سے توبہ تائب ہوں، مرزا غلام احمد قادیانی کے ان گندے، غلیظ اور باطل عقائد پر دو حرف بھیج کر سچے مذہب اسلام کو قبول کرلیں، حضور اکرم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی مان کر اپنے آپ کو حضور اکرم ﷺ کے دامن سے وابستہ کرلیں تو یہ ہمارے بھائی ہوں گے اور ہم انہیں اپنے گلے لگانے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو خود کو پاکستان کے آئین کا پابند بنائیں اور غیر مسلموں میں اپنا ووٹ بنوائیں۔ اپنی تعداد کے مطابق قومی و صوبائی اسمبلیوں میں اپنے نمائندے بھیجیں۔ اگر وہ ان دونوں صورتوں میں کسی ایک کو اختیار نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ غیر مسلم ہونے کے باوجود مسلمانوں میں اپنا شمار کرائیں اور دنیا کو دھوکا دہی سے باور کرائیں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے کے باوجود مسلمان ہیں تو مسلمانانِ عالم کبھی بھی انہیں اپنی صفوں میں گھسنے نہیں دیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کے دل سے ان کی نفرت کبھی ختم ہوگی۔ اس لئے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے دشمن، رسول اللہ ﷺ کے دشمن، انبیاء کرام علیہم السلام کے دشمن، صحابہ کرامؓ اور اہل بیت عظامؓ کے دشمن بھی رہیں اور مسلمان ان سے دلی تعلق اور محبت بھی رکھیں: این خیال است و محال است و جنوں۔

رہا ان قادیانیوں کے لئے قانون سازی کے اقدامات کی ضرورت تو ان شاء اللہ! جب تک پاکستان کے غیور، باشعور مسلمان دین سے اور حضور اکرم ﷺ سے محبت کرنے والے موجود ہیں، اس وقت تک یہ ان کی حسرت ہی رہے گی۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا محمد وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین

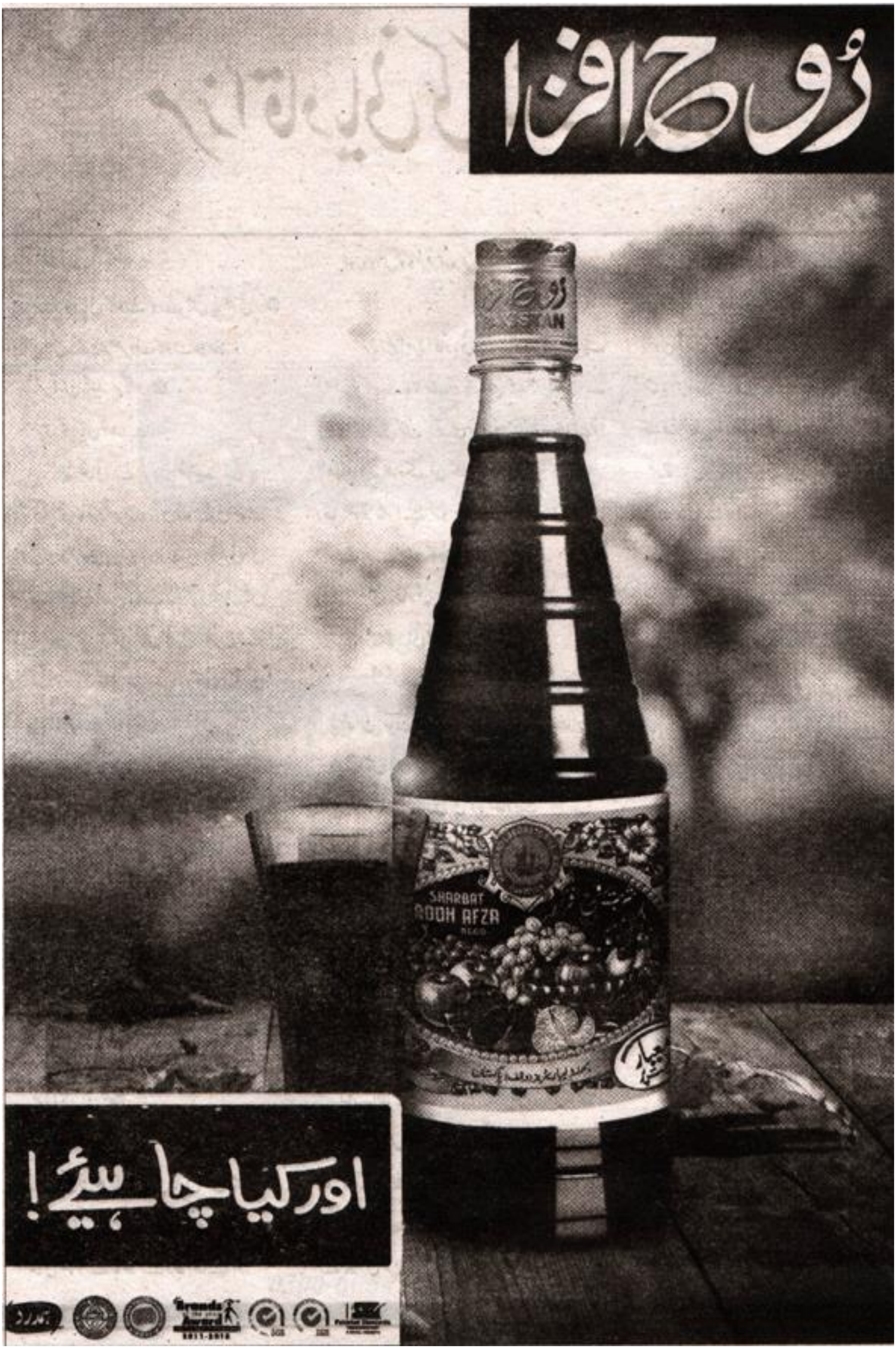

روح افزا
SHARBAT
ROOH AFZA
اور کیا چاہیئے!

مرزا قادیانی کی کذب بیانی!

پروفیسر محمد ضیاء الحق

کذاب اعظم:

مرزا قادیانی جھوٹ بولنے میں ید طولیٰ رکھتا تھا، چنانچہ اس کے چند معروف جھوٹ ملاحظہ ہوں:

قرآن مجید پر جھوٹ:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھہرایا اور اسی زمانے کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ، حوادث کی پیشگوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر کہا ہے کہ آخری زمانہ میں جبکہ آسمان اور زمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے وہ عیسیٰ پرستی کی شامت کی وجہ سے ظاہر ہوں گے۔‘‘

(تحفہ حقیقۃ الوحی، ص:۶۳)

مسلمانو! اب آپ پورے قرآن مجید کی تلاوت کرکے دیکھ لیں قرآن مجید کے کسی پارے، کسی سورۃ اور کسی آیت میں یہ بات نہیں ملے گی جو قادیانی دجال نے لکھی ہے تو پھر اندازہ کیجئے کہ اس کذاب اعظم نے کتنا بڑا جھوٹ گھڑا اور قرآن شریف کے ذمہ لگایا۔

قرآن شریف پر ایک اور افتراء:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’ضرور تھا کہ قرآن شریف اور حدیث کی پیشگوئیاں پوری ہوں جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے اور وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔‘‘

(اربعین:۳، ص:۲۵)

مرزائیو! مرزا قادیانی نے یہ بھی قرآن شریف پر صریح جھوٹ باندھا ہے، قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں، اگر کسی مرزائی میں جرأت ہے تو: ’’ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین‘‘ اگر ایسا نہ دکھا سکو تو پھر اپنے گرو پر اس کی عادت کی پیروی کرتے ہوئے لعنت کا ورد کرو۔

صحیح بخاری پر جھوٹ:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’اگر حدیث کے بیان پر اعتماد ہے تو پہلے ان احادیث پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث سے کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ احادیث جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے، خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ’’ھذا خلیفۃ اللہ المھدی‘‘ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور کس مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب، بعد از کتاب اللہ ہے۔‘‘ (شہادۃ القرآن، ص:۴۱)

اس میں تو شک نہیں کہ صحیح بخاری اصح الکتب بعد از کتاب اللہ ہے ہم جب مرزا قادیانی کی تحریر کی روشنی میں حدیث کے پایہ و مرتبہ پر غور و فکر کرنے کے لئے بخاری شریف کی ورق گردانی کرتے ہیں تو مایوسی ہوتی ہے کہ اس حدیث کا بخاری میں سرے سے وجود ہی نہیں، گویا قادیانی کذاب نے بخاری کے نام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھا ہے۔ شاید اس بدبخت کو نبی خاتم کا یہ فرمان یاد نہ تھا: ’’من کذب علی متعمداً فلیتبوا مقعدہ من النار‘‘ مگر قادیانی مرزا کو اس کی کیا پرواہ؟ اس نے جب دنیا جنت بنالی ہے تو اب آخرت میں جہنم کا سزاوار ہوتا ہے تو حق ہے۔

انبیاء کرام پر بہتان:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’خدا کے پاک نبی ابتدا سے خبر دیتے آئے ہیں کہ مہدی کے انکار کی وجہ سے یہ ماتی نشان آسمان پر ظاہر ہوگا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ، ص:۹۲)

کتب مقدسہ پر اتہام:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

’’صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر آیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے۔‘‘

(اربعین، ج:۳، ص:۳۰)

لیکن صحیح بخاری، صحیح مسلم، انجیل اور دانی ایل ایک میں کہیں بھی مرزا قادیانی کا ذکر نہیں ملتا، البتہ حضرت عیسیٰ کے نزول اور آمد ثانی کا ذکر صحیح مسلم شریف میں ہے عیسیٰ نبی اللہ کے الفاظ ہیں۔ باقی رہا صحیح البخاری، انجیل اور دانی ایل کی کتاب یا دوسرے انبیاء

کرام کی کتب وصحائف میں نبی کا لفظ ہرگز ہرگز نہیں، اس لئے مرزا قادیانی کا ان تمام پر محض اتہام ہے۔

قادیانی کا ایک اور کذب صریح:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''ایک مرتبہ آنحضرت سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپ نے یہی فرمایا کہ ہر ملک میں اللہ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا: ''کان فی الھند نبیا اسود اللون اسمہ کاھنا ''... یعنی ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں...۔''

(چشمہ معرفت: ۱۱، ص: ۳۸۲ تتمہ)

مسلمانو! ساری کتب احادیث دیکھ لیجئے جب کوئی سراغ نہ ملے تو اس کذاب پر لعنت بھیجئے کہ مرزا قادیانی سے زیادہ نبی کریم کا دشمن اور ان پر جھوٹ باندھنے والا اور کوئی نہ تھا۔

قادیانی کا ایک اور جھوٹ:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''انبیاء کے کشوف نے اس بات پر مہر لگادی ہے کہ وہ مسیح موعود چودھویں صدی میں پنجاب میں پیدا ہوگا۔'' (اربعین، ج:۲، ص:۲۳)

حالانکہ کسی ایک نبی کا ایسا کشف نہیں ہے، لیکن مرزا قادیانی نے اپنے جھوٹ سے سب کو ملوث کرنا چاہا۔☆☆

جنت میں گھر بنانے کا سنہری موقع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا، اگرچہ (وہ حصہ) چھوٹے پرندے کے گھونسلے کے برابر ہی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کے بدلے جنت میں گھر بنائیں گے۔'' (الحدیث)

جامع مسجد ختم نبوت ہرنولی ضلع میانوالی

ہرنولی مین روڈ پر نئی آبادی میں جامع مسجد ختم نبوت کے لئے دو کنال رقبہ سات لاکھ پچاس ہزار روپے میں خریدکیا، یہ رقم ابھی واجب الادا ہے، لہٰذا اہل اسلام سے اپیل ہے اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کارِ خیر میں خود بھی حصہ ڈالیں اور دوسرے احباب کو بھی متوجہ کریں

اکاؤنٹ نمبر HBL 02667100143103

برائے رابطہ: قاری سیف اللہ خالد بن مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ

نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع میانوالی

مہتمم جامعہ حنفیہ اشرف العلوم رجسٹرڈ عیدگاہ ہرنولی، ضلع میانوالی

0300-6084340, 0336-6084440

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ - مسلم کالونی چناب نگر

32 واں سالانہ ختمِ نبوۃ کورس

نامور علماء و مناظرین و ماہرینِ فن لیکچر دیں گے ان شاء اللہ

زیر سرپرستی
حکیم العصر محدث کبیر، ولی کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس شیخ الحدیث مولانا **عبدالمجید لدھیانوی** صاحب دامت برکاتہم
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بتاریخ
5 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 15 جون 2013
تا
27 شعبان ۱۴۳۴ھ مطابق 7 جولائی 2013

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ
شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

برائے رابطہ
مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277
مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670